حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

کے اصلاحی رسائل

تعلیم الدین

آدابُ المعاشرة

کے منتخب ابواب اور

حقوق الاسلام

سلسلۂ اصلاح وتربیت

۸

انتخاب تسہیل وترتیب

مولانا محمد عبد القوی

ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدر آباد

ناشر

ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

سلسلۂ مطبوعات

۷۳

برکات بکڈپو

Barakaath Book Depot

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلۂ اصلاح وتربیت ۸

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

کے اصلاحی رسائل

تعلیم الدین

آدابُ المعاشرة

کے منتخب ابواب اور

حقوق الاسلام

انتخاب تسہیل وترتیب

مولانا محمد عبد القوی

ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

۷۳

سلسلۂ مطبوعات

ادارہ اشرف العلوم ٹرسٹ حیدرآباد

برکات بکڈپو Barakaath Book Depot

پیش گفتار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ وبہ نستعین

حکیم الامت مجددُ الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی اصلاحی وتجدیدی خدمات سے کون واقف نہ ہوگا؟ قریب زمانہ کے اکابر علماءِ اسلام میں جونہایت بافیض علماء گذرے ہیں ان میں آپ کا ایک نہایت بلند مقام ہے۔

آپ نے دین کے تمام شعبوں کی خدمت انجام دی ہے لیکن بہ طورِ خاص تہذیب وادب کی تعلیم وتربیت آپ کا خاص ذوق اور موضوع رہا، آپ خود نہایت مہذّب ومنظّم مزاج کے حامل تھے، اسی کے ساتھ اپنے پاس آنے اور تربیت کے لئے قیام کرنے والوں کو بھی تہذیب و ادب کی اعلیٰ قدروں ــــ جونبوی تعلیمات ہی کا حاصل ہیں ــــ کا حامل بنادیتے تھے۔

عملی زندگی میں بسااوقات عوام تو کیا علماء وخواص بھی معاملاتی ومعاشرتی آداب میں بہت ہی کوتاہی ولاپرواہی کا ثبوت دیتے ہیں جس کی وجہ سے یقیناً ایک دوسرے کو زحمت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو بہ جائے خود ایک مصیبت ہے، حالاں کہ اسلام اور مُعلم اسلامیت و انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے اور اپنے قول وعمل دونوں سے نہایت مبارک و پاکیزہ تعلیمات پیش کی ہیں۔

آج بھی بہ کثرت دیکھا جارہا ہے کہ امت کا فکرمند اور دین پسند طبقہ نماز، روزہ، وضع قطع، اور دیگر خیرات وحسنات کے قابل تعریف اہتمام کے بھی آدابِ معاشرت میں انتہائی کوتاہ اور بے پرواہ ہے، اس تکلیف دہ صورتِ حال کو بدلنے کے لئے ضرورت ہے کہ اس موضوع پر بہت کچھ کہا سُنا جائے، اور اپنی مجالس میں ان کا مذاکرہ کیا جاتا رہے، اس کے لئے مناسب

معلوم ہوا کہ حضرت تھانویؒ کے نہایت مفید و موثر رسائل میں سے تعلیم الدین اور آدابُ المعاشرة کو سالکین کی خدمت میں پیش کیا جائے، مگر چوں کہ ان رسائل کے بعض ابواب کی ضرورت اس سلسلۂ اصلاح و تربیت میں نہ تھی ــــ کیوں کہ ان کے متبادل موجود ہیں ــــ دوسرے یہ کہ اس زمانے کے اعتبار سے عبارت کو سہل کرنا ضروری تھا، اس لئے میں نے بہ قدر ضرورت ابواب لے لئے اور عبارت کی تسہیل بھی نفسِ مضمون کو مکمل برقرار رکھتے ہوئے کرلی، تاکہ اصل رسائل جوں کے توں رہ جائیں جو باذوق حضرات کو کام آئیں گے اور اِدھر عام سالکین تک حضرتؒ کا فیض بھی پہنچ جائے۔ میرے خیال میں تہذیب و آداب کے سیکھنے کے لئے انشاءاللہ یہ انتخاب بھی بہت کافی و شافی ہوگا۔

حق تعالیٰ اپنے کرم سے قبول فرمائے۔ حضرت مؤلف اور اس عاجز کی مغفرت کا سبب بنائے، قارئین کے حق میں نافع بنائے۔ آمین والسلام علی النبی الکریم

والسلام

محمد عبدالقوی غفرلہٗ

۲۶/ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ

م ۱۸/جولائی ۲۰۲۰ء

آداب المعاشرت

حرف آغاز

حمد وصلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ اس وقت دین کے پانچ اجزاء— عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق— میں سے عوام نے تو صرف دو ہی جُز یعنی عقائد وعبادات کو داخل دین سمجھا، اور علماء ظاہر نے تیسرے جز یعنی معاملات کو بھی دین میں داخل رکھا، اور مشائخ نے چوتھے جز یعنی اصلاحِ اخلاق کو بھی لے لیا، لیکن ایک پانچواں جُز— جو معاشرت کہلاتا ہے — قریب قریب ان تینوں طبقوں نے چھوڑ دیا ہے، اسی وجہ سے کتابوں اور بیانوں میں اور اجزاء کی تو کچھ تعلیم وتلقین بھی ہوتی ہے لیکن اس جز کا زبان پر نام تک نہیں آتا، اس طرح یہ جزوِ معاشرت علمی وعملی اعتبار سے تقریباً بھلا دیا گیا ہے، میرے نزدیک باہمی اُلفت واتفاق میں (جس کی شریعت نے سخت تاکید کی ہے اور اس وقت عام دانشور حضرات بھی اس کے بارے میں بہت چیخ وپکار کررہے ہیں) جو کمی ہے، اس کا سب سے بڑا سبب معاشرت کی خرابی ہی ہے، کیوں کہ اس سے ایک کو دوسرے سے سخت تکلیف پہنچتی ہے، اس کے برخلاف حسنِ معاشرت سے راحت ومسرت حاصل ہوتی ہے، اور یہ راحت ومسرت کا حاصل ہونا آپس کی محبتوں اور خلوص کے پیدا ہونے کا سب سے بڑا سبب ہے۔

اس کے باوجود بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حسنِ معاشرت اور آدابِ زندگی کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالاں کہ قرآن کریم کی آیات، احادیثِ شریفہ اور بزرگانِ سلف کے اقوال اس خیال کی تردید کرتے ہیں، اور ثابت کرتے ہیں کہ آدابِ زندگی کا بھی دین سے تعلق ہے اور بہت قریبی تعلق ہے، چناں چہ بہ طور نمونہ وثبوت کے چند آیات واحادیثِ مبارکہ پیش کرتا ہوں۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کشادہ کر دو تو جگہ کو کشادہ کر دیا کرو۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کرو۔ (سورۂ مجادلہ: ۱۱) ارشاد ہے کہ: دوسرے کے گھر میں اجازت لئے بغیر مت جایا کرو (سورۂ نور: ۲۷) دیکھئے! ان آیات میں اپنے ساتھیوں کی راحت کی رعایت کا کس طرح حکم فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ "ایک ساتھ کھاتے وقت ساتھیوں کی اجازت کے بغیر دو کھجوریں ایک دم سے نہ لینا چاہئے"۔ (متفق علیہ) دیکھئے! اس میں ایک نہایت چھوٹی بات سے محض اس لئے ممانعت فرمادی گئی ہے کہ بدتمیزی کی بات ہے دوسروں کو ناگوار ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا ارشاد ہے کہ "جو شخص کچی لہسن اور پیاز کھائے تو ہم سے یعنی (مجمع سے علیحدہ رہے)۔ (متفق علیہ) دیکھئے! اس میں ایسے کام کی ممانعت کی گئی ہے جس سے دوسروں کو تنگی ہو۔

ارشاد فرمایا ہے کہ "لوگوں کے ساتھ کھانے کے وقت اگر چہ پیٹ بھر جائے مگر جب تک دوسرے لوگ فارغ نہ ہو جائیں ہاتھ نہ کھینچے، کیوں کہ اس سے دوسرا کھانے والا شرما کر ہاتھ کھینچ لیتا ہے، ہوسکتا ہے اس کو ابھی کھانے کی حاجت باقی ہو۔ (ابن ماجہ) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا کام نہ کرے جس سے دوسرے آدمی شرما جائیں، بعضے آدمی طبعی طور پر مجمع میں کسی چیز سے شرماتے ہیں اور ان کو گرانی ہوتی ہے یا اُن سے مجمع میں کوئی چیز مانگی جائے تو وہ عُذر کرنے سے شرماتے ہیں، گو پہلی صورت میں لینے کو جی چاہتا ہے اور دوسری صورت میں دینے کو جی چاہتا ہو، ایسے شخص کو مجمع میں نہ کچھ دینا چاہیئے، نہ اس سے کچھ مانگنا چاہیئے۔

حدیث میں وارد ہے کہ ایک بار حضرت جابرؓ درِ دولت پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کون ہے؟ اُنھوں نے عرض کیا میں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ناگواری سے فرمایا میں ہوں میں ہوں۔ (ابن ماجہ) اس سے معلوم ہوا کہ بات صاف کہے کہ جس کو دوسرا سمجھ سکے، ایسی گول بات کہنا جس کے سمجھنے میں تکلیف ہو دوسرے کو اُلجھن میں ڈالنا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: صحابہؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہ ہوتے تھے کہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ناگوار

ہوتا ہے۔(متفق علیہ) اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی خاص ادب وتعظیم یا کوئی خاص خدمت کسی کے مزاج کے خلاف ہو تو اس کے ساتھ وہ معاملہ نہیں کرنا چاہیئے، اگرچہ اپنی خواہش ہو مگر دوسرے کی خواہش کو اس پر مقدم رکھے، بعضے لوگ جو بعض خدمات میں اصرار کرتے ہیں وہ اپنے بڑوں کو آرام پہونچانے کے بجائے تکلیف دیتے ہیں۔

ارشاد ہے کہ ''ایسے دو شخصوں کے درمیان میں (جو قصداً پاس پاس بیٹھے ہوں) بغیر ان کی اجازت کے ان کے درمیان جارک مت بیٹھو۔(ترمذی) اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہیئے جس سے دوسروں کو کدورت ہو۔

حدیث میں ہے کہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز کو پست فرما لیتے تھے۔(ابوداؤد) اس سے معلوم ہوا کہ اپنے ساتھی کی اتنی رعایت کرے کہ اس کو بڑی آواز سے بھی اذیت اور وحشت نہ ہو۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تھے تو جو شخص جس جگہ پہونچ جاتا وہاں ہی بیٹھ جاتا۔(رزین) یعنی لوگوں کو چیر پھاڑ کر آگے نہ بڑھتا، اس سے بھی مجلس کا ادب ثابت ہوتا ہے کہ ان کو اتنی ایذا بھی نہ پہنچائے۔

حضرت ابن عباسؓ، حضرت انسؓ اور حضرت سعید بن المسیبؒ سے مروی ہے کہ عیادت میں بیمار کے پاس زیادہ نہ بیٹھے، تھوڑا بیٹھ کر جلدی سے اُٹھ کھڑا ہو۔(ابوداؤد) اس حدیث میں کس قدر باریک رعایت ہے اس امر کی کہ کسی کی گرانی کا سبب بھی نہ بنے کیوں کہ بعض اوقات کسی کے بیٹھنے سے مریض کو کروٹ بدلنے میں یا پاؤں پھیلانے میں یا بات چیت کرنے میں ایک گونہ تکلف ہوتا ہے، جس کے بیٹھنے سے اس کو راحت ہو وہ اس حکم سے مستثنٰی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے غسل جمعہ کے ضروری ہونے کی یہی علّت بیان فرمائی ہے کہ ابتدائے اسلام میں اکثر لوگ غریب مزدور پیشہ تھے، میلے کپڑوں میں پسینہ نکلنے سے بدبو پھیلتی ہے، اس لئے غسل واجب کیا گیا تھا، پھر بعد میں یہ وجوب منسوخ ہو گیا، اس سے بھی معلوم ہوا کہ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ کسی کو معمولی اذیت بھی نہ پہنچے۔

سنن نسائی میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ شب برأت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بستر پر سے

آہستہ سے اُٹھے اور چوں کہ حضرت عائشہؓ سورہی تھیں، آہستہ سے جوتے پہنے اور آہستہ سے کواڑ کھولے اور آہستہ سے باہر تشریف لے گئے اور آہستہ سے کواڑ بند کئے، اس میں سونے والے کی کس قدر رعایت ہے کہ ایسی آواز یا کھڑکا بھی نہ کیا جائے جس سے سونے والا اچانک جاگ اُٹھے، اور پریشان ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت مقداد بن اسودؓ سے ایک طویل قصے میں مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان تھے اور آپ ہی کے یہاں مقیم تھے، بعد عشاء اگر لیٹے رہتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیر سے تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے اور جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا، اس لئے سلام تو کرتے تھے کہ شاید جاگتے ہوں مگر اتنا آہستہ سلام کرتے کہ اگر جاگتے ہوں تو سُن لیں اور اگر سوتے ہوں تو جاگ نہ جائیں۔ اس سے بھی وہی اہتمام معلوم ہوا جو اس سے پہلے والی حدیث میں معلوم ہوا کہ معاشرت میں ایک دوسرے کی راحت کا خیال بہت ضروری ہے اور بھی بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔

فقہی مسائل میں بھی ایسے احکام موجود ہیں، مثلاً ایسے شخص کو جو کھانے میں یا درس دینے میں یا وظیفہ پڑھنے میں مشغول ہو سلام نہ کرنے کا صراحتاً حکم ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بلاضرورت کسی مشغول آدمی کے قلب کو منتشر اور متوجہ کرنا شرعاً ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح گندہ دہنی یعنی منہ سے بدبو آنے کے مرض میں جو شخص مبتلا ہو اس کو مسجد میں نہ آنے دینا بھی فقہاء نے نقل کیا ہے، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی اذیت کے اسباب سے بچنا ضروری ہے، ان دلائل میں غور کرنے سے اچھی طرح معلوم ہوجاتا ہے کہ شریعت نے اس کا خاص طور سے اہتمام کیا ہے کہ کسی شخص کی کوئی حرکت یا کوئی حالت دوسرے شخص کے لئے ادنیٰ درجے میں بھی کسی قسم کی تکلیف واذیت یا کراہت وناگواری یا تشویش وپریشانی کا سبب نہ بنے اور شارع علیہ السلام تو صرف اپنے قول اور اپنے فعل ہی سے اس کے اہتمام کرنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ صحابہؓ سے بھول ہوجانے کے موقع پر ان آداب کا لحاظ رکھنے کی طرف توجہ بھی دلایا کرتے تھے، چنانچہ ایک صحابیؓ کچھ ہدیہ لے کر آپ کی خدمت میں بدون سلام اور بدون اجازت داخل ہوگئے تھے تو آپ نے فرمایا: باہر واپس جاؤ، السلام علیکم، کیا میں حاضر

ہوسکتا ہوں؟ کہو پھر آؤ۔ حقیقت میں حسنِ اخلاق کی بنیاد اسی ایک امر پر ہے کہ کسی سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، اس حقیقت کو حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہایت جامع الفاظ میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے ''المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ ویدہٖ'' (رواہ البخاری)۔ اب یہ اذیت رسانی اور تکلیف دینا کسی بھی طرح ہو مذموم ہے، خواہ مالی خدمت میں ہو یا جسمانی خدمت میں ہو یا ادب اُحترام کے عُرفی آداب اور فیشنی اخلاق کے ذریعے ہو، اس لئے کہ راحت رسانی اخلاق کا مغز ہے اور باقی چیزیں اس کا چھلکا ہیں، سب جانتے ہیں کہ مغز کی حفاظت چھلکے کی حفاظت سے زیادہ ضروری ہے۔ اگرچہ معاشرت کے آداب کا نمبر رُتبے کے اعتبار سے عقیدہ و عبادت کے بعد ہے لیکن اس اعتبار سے کہ عقیدہ وعبادت کی کمی کا نقصان شخصی ہے اور معاشرتی خرابیوں کا نقصان اجتماعی اور سماجی ہے اپنی جگہ زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

آخر کوئی بات تو ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں ''الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۝۶۳'' کو — جو کہ حسنِ معاشرت ہے — نماز روزہ وغیرہ پر — جو کہ باب عبادات ہیں — ترتیبِ بیان میں مقدم فرمایا اور فرائض پر مقدم فرمانا تو بعض وجوہ سے ہے لیکن نفل عبادتوں پر وہ ہر طرح مقدم ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے دو عورتوں کا ذکر کیا گیا، ایک تو نماز روزہ کثرت سے کرتی تھی مگر اپنے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی تھی، دوسری زیادہ نماز روزہ تو نہ کرتی تھی مگر پڑوسیوں کو تکلیف نہ دیتی تھی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہلی کو دوزخی اور دوسری کو جنتی قرار دیا۔ اس کے باوجود اب عوام وخواص سب ہی نے ان معاشرتی آداب کو نہ صرف عملاً ترک کردیا ہے بلکہ بہت سے لوگ اعتقاداً بھی اُسے دین میں داخل نہیں سمجھتے ہیں۔

اس لئے اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کچھ ضروری آداب معاشرت — جن کی اکثر اوقات ضرورت پڑتی ہے، — مرتب کردیئے جائیں، اگرچہ احقر کافی عرصے سے اپنے متعلقین کو ایسے موقع پر زبانی پکڑ دھکڑ کرتا رہتا ہے (اس میں میری اتنی خطا ضرور ہے کہ بعض وقت مزاج میں سختی پیدا ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ معاف کرکے اصلاح فرمائے) اور اپنے بیانات

میں بھی ایسے امور کی تعلیم وتبلیغ کرتا رہتا ہوں مگر جیسا کہ کہا جاتا ہے"العلم صید و الکتابة قید" جوبات تحریر میں ہے تقریر میں کہاں؟، اس لئے تحریراً مرتب کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی رہی مگر مصروفیات کی وجہ سے دیر ہوتی گئی، شاید اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کا یہی وقت تھا۔ اب بلا کسی عنوان کے جو بات یاد آئے گی یا پیش آئے گی بلا کسی خاص ترتیب کے لکھتا چلا جاؤں گا، اگر یہ رسالہ بچوں بلکہ بڑوں کو بھی پڑھایا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں لُطف جنت نصیب ہونے لگے گا: جیسا کہا گیا ہے ۔

بہشت آں جا کہ آزارے نہ باشد

والسلام
اشرف علی

تعلیم الدین

اعمال وعبادات

باب الطہارۃ

(۱) وضو اچھی طرح کرو اگر چہ کبھی نفس کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔(۲) ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کرو۔(۳) تازہ وضو بہتر ہے اگر چہ پہلے سے وضو ہو۔(۴) مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا پیشاب کی جگہ دھو کر وضو کر لینا کافی ہے۔(۵) شک سے وضو نہیں ٹوٹتا، جب تک کوئی امر وضو توڑنے والا واقع نہ ہو آدمی باوضو سمجھا جاتا ہے۔(٦) اُونگھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اسی طرح نماز کی ہیئت پر سُونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔(۷) پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ مت کرو، اور داہنے ہاتھ سے استنجاء مت کرو۔(۸) پیشاب کے لگنے سے احتیاط کرو، پیشاب سے احتیاط نہ کرنے سے عذاب قبر ہوتا ہے۔(۹) سڑک پر یا سایہ میں پاخانہ مت کرو۔(۱۰) بیت الخلاء میں کپڑا اس وقت تک نہ اُٹھاؤ جب تک کہ زمین سے بالکل قریب نہ ہو جاؤ۔(۱۱) پیشاب ایسی جگہ کرو جہاں سے چھینٹے نہ اُڑیں اور کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو، شاید اس میں سے کوئی موذی چیز نکل کر تم کو ایذا پہنچا دے۔(۱۲) غسل خانہ میں پیشاب پاخانہ مت کرو۔(۱۳) جب بیت الخلاء میں جانے لگو تو یہ دعا پڑھو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ جب باہر نکل آؤ تو یہ دعا پڑھو غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ۔(۱۴) پیشاب بلا ضرورت کھڑے ہو کر مت کیا کرو۔(۱۵) جہاں تک ہو سکے ہر نماز کے وقت مسواک کیا کرو۔(۱٦) جب سو کر اُٹھو جب تک ہاتھ اچھی طرح نہ دھو لو، پانی کے اندر نہ ڈالو۔(۱۷) وضو میں ایڑی پر پانی پہنچانے کے لئے زیادہ اہتمام کرو۔(۱۸) وضو میں ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرو اور داڑھی میں بھی خلال کرو۔

(۱۹) وضو میں اس طرح کے وہم مت کرو کہ خدا جانے پانی ناپاک تو نہیں، فلاں عضو پر پانی پہنچا یا نہیں، تین دفعہ دھو چکا ہوں یا نہیں وغیرہ۔ (۲۰) وضو میں پانی ضائع مت کرو۔ (۲۱) اگر انگوٹھی پہنے ہوئے ہو تو وضو کرتے وقت اس کو ہِلا لیا کرو۔ (۲۲) غسل میں پہلے دونوں ہاتھ پاک کرلو پھر جو نجاست بدن پر لگی ہو اس کو دُور کرو، پھر وضو کرو پھر تین بار سر دھوؤ پھر تین بار تمام بدن پر پانی ڈالو۔ (۲۳) غسل کے بعد پھر وضو کی ضرورت نہیں۔ (۲۴) حالت جنابت میں اگر سونا چاہو، یا کھانا کھانا چاہو یا بی بی کے پاس دوبارہ جانا چاہو تو بہتر ہے کہ استنجا اور وضو کرلو لیکن اگر وضو نہ کیا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ (۲۵) جو پانی نہ بہتا ہو گو کتنا ہی زیادہ ہو بِلا ضرورت اس میں پیشاب نہ کرو۔ (۲۶) جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس کے استعمال سے برص کی بیماری کا اندیشہ ہے اس لئے احتیاط رکھو۔ (۲۷) جمعہ کے روز غسل کرنا سنت ہے۔

باب الصلوٰۃ

(۲۸) نماز مسنون وقت پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو، خشوع وخضوع جس قدر ہو سکے بجالاؤ۔ (۲۹) جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اس کو نماز کی تاکید کرو جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر پڑھواؤ۔ (۳۰) نماز خوب پابندی سے پڑھو۔ (۳۱) عشاء سے پہلے مت سوؤ اور عشاء کے بعد باتیں مت کرو، جلدی سے سو جاؤ تاکہ تہجد یا صبح کی نماز ضائع نہ ہو جائے۔ (۳۲) فجر کا وقت بہت نازک ہوتا ہے اس میں تاخیر مت کرو، جلدی نماز پڑھ لیا کرو۔ (۳۳) اگر اتفاق سے سو گیا یا بھول گیا اور نماز قضا ہو گئی تو جس وقت آنکھ کھلے یا یاد آوے فوراً قضا پڑھ لینا چاہیئے، اس کو دوسرے وقت پر نہ ٹالنا چاہیئے، البتہ اگر مکروہ وقت ہو تو اس کو گذر جانے دو۔ (۳۴) بہتر یہ ہے کہ جو شخص اذان کہے وہی تکبیر بھی کہے۔ (۳۵) نماز کے لئے دوڑ کر مت چلو، سانس پھولنے سے سکونِ قلب نہ رہے گا۔ (۳۵) اذان وتکبیر کے درمیان کچھ دعا کر لینا چاہیئے اس لئے کہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (۳۶) جتنی دور سے مسجد میں نماز پڑھنے آؤ گے اسی قدر ثواب ملے گا۔ (۳۷) جب مسجد میں جانے لگو داہنا پاؤں پہلے اندر رکھو اور یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور جب نکلنے لگو بایاں پاؤں پہلے نکالو

اور یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ أَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ۔(۳۸) مسجد میں جا کر بہتر ہے کہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لو بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔(۳۹) مسجد میں شور وغل مت کرو کوئی بد بودار چیز مثلاً حقّہ، تمباکو، لہسن، کچی پیاز، مولی کھا پی کر مت جاؤ، مسجد میں ریح مت نکالو، فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے، کوئی چیز وہاں بیچو خریدو نہیں، اس میں نامناسب اشعار مت پڑھو، کسی کو مار پیٹ کی سزا مت دو، شاید پیشاب وغیرہ نکل جائے، مسجد میں دنیا کی باتیں مت کرو۔(۴۰) ایسے کپڑوں میں یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں جس میں نقش ونگار ہوں۔(۴۱) نمازی کے سامنے کوئی آڑ ہونا ضروری ہے، اگر کچھ نہ ہو ایک لکڑی یا کوئی اور اونچی چیز رکھ لو اور اس چیز کو داہنے یا بائیں ابرو کے مقابل رکھے تا کہ بُت پرستوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے۔ (۴۲) اگر امام بنو بہت ہلکی نماز پڑھاؤ کیوں کہ مقتدی ہر قسم کے ہیں کسی کو تکلیف نہ ہو اور اس کی وجہ سے ان میں جماعت کی نماز سے نفرت نہ ہو جائے۔(۴۳) نماز میں رکوع وسجدہ اور تمام ارکان اطمینان سے ادا کرو۔(۴۴) نماز میں دامن سمیٹنا یا بال سنوارنا بُری بات ہے۔ (۴۵) نماز میں بلاضرورت ہاتھ کے سہارے سے مت اُٹھو۔(۴۶) فرض پڑھنے کے بعد بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنن ونوافل پڑھے۔(۴۷) نماز میں اِدھر اُدھر مت دیکھو، اوپر نگاہ مت اُٹھاؤ، جتنا ہو سکے جمائی کو روکو، بار بار کنکریاں، مٹی برابر مت کرو، پھونک مت مارو نماز کے واسطے جاتے ہوئے بھی کوئی حرکت خلافِ نماز مت کرو، نگاہ سجدہ کی جگہ رکھو۔(۴۸) جماعت کے ساتھ نماز پڑھو، جماعت چھوڑنے پر بڑی وعید آئی ہے، البتہ کوئی واقعی عذر ہو تو جماعت معاف ہو جاتی ہے۔(۴۹) جب بھوک کا غلبہ ہو یا پیشاب پاخانہ کا دباؤ ہو تو پہلے فراغت کر لو پھر نماز پڑھو۔(۵۰) اگر امام بنو تو دُعا میں سب مقتدیوں کو شریک کر لو یعنی سب کے لئے دعا کرو۔(۵۱) جب مسجد میں اذان ہو جائے وہاں سے نماز پڑھے بغیر ہرگز مت جاؤ (۵۲) صف کو خوب سیدھی کرو اور خُوب مل کر کھڑے ہو اور پہلے اول صف پوری کرو پھر دوسری پھر تیسری اور امام کے دونوں طرف برابر مقتدی ہونے چاہیئے۔(۵۲) امامت کرنے میں بہانہ مت کرو کہ ہر شخص دوسرے پر ٹالے اور اپنی جان بچائے، یہ علاماتِ قیامت میں سے ہے۔

(۵۳) امام رکوع، سجدہ یا قعدہ میں ہوتو اس کے کھڑے ہونے کا انتظار مت کرو فوراً نماز میں شریک ہو جاؤ۔ (۵۴) تہجد پڑھنے کی کوشش کرو اس کی بڑی فضیلت ہے۔ ۵۵) نوافل ووظائف کی اتنی کثرت مت کرو جس کا نباہ نہ ہو سکے۔ (۵۶) جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاؤ یا نیند زور کی آنے لگے تو ذرا آرام لے کر نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ (۵۷) جب سونے کا ارادہ ہو تو وضو کر لو اور اللہ اللہ کرتے ہوئے سو جاؤ۔ (۵۸) گھر میں کچھ نفلیں پڑھنے کا معمول بھی رکھو (۵۹) جمعے کے روز درود شریف پڑھنے کی کثرت کرو۔ (۶۰) جمعہ کی نماز کے لئے مسجد کو نہا دھو کر، کپڑے بدل کر، خوشبو لگا کر، جلدی جاؤ، لوگوں کی گردن مت پھاندو، کسی کو اُٹھا کر، اُس کی جگہ مت بیٹھو، زبردستی دو آدمیوں کے بیچ میں گھس کر مت بیٹھو، خطبے میں باتیں مت کرو، اس طرح مت بیٹھو کہ نیند آجائے اگر نیند کا غالب ہو تو جگہ بدل لو۔ (۶۱) جب سورج یا چاند گہن لگے اس وقت نماز پڑھو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، خیرات کرو، استغفار کرو۔ (۶۲) عید گاہ کو بہتر ہے کہ ایک راستے سے جاؤ دوسرے راستے سے واپس آؤ۔ (۶۳) بقر عید میں جس شخص کا ارادہ قربانی کرنے کا ہے تو مستحب ہے کہ وہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر چہرہ اور ناخن نہ بنائے جب تک قربانی نہ کر لے۔ (۶۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو تو اچھا ہے اس سے محبت بڑھتی ہے۔ (۶۵) تازہ بارش میں برکت ہوتی ہے اس کو تھوڑا سا اپنے بدن پر ڈال لینا بہتر ہے۔ (۶۶) استسقاء کے لئے اگر نکلیں تو سیدھے سادے کپڑوں میں نکلیں، عاجزی زاری کرتے ہوئے جائیں۔

کتاب الجنائز

(۶۷) جب آدمی مرنے لگے اس کے پاس بیٹھ کر با آوازِ بلند خود ہی کلمۂ توحید پڑھتے رہو۔ (۶۸) کفن نہ بالکل کم قیمت نہ بہت زیادہ قیمت کا ہو بلکہ متوسط درجے کا دو۔ (۶۹) اگر پُرانی مصیبت یاد آجائے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھو، جیسا ثواب پہلے ملا تھا پھر ملے گا۔ (۷۰) رنج کی کیسی ہی ہلکی بات ہوا اس پر اگر انا للہ پڑھو تو ثواب ملے گا۔ (۷۱) کبھی کبھی قبرستان جایا کرو اس سے دنیا کی محبت کم ہوتی ہے اور آخرت یاد آتی ہے، خصوصاً والدین کی قبر

پر ہر جمعہ چلے جانا بہتر ہے۔

کتاب الزکوٰۃ و الصدقات

(۷۲) زکوٰۃ پیشگی دینا بھی درست ہے۔(۷۳) پہننے کے زیور میں بھی زکوٰۃ دینی ہے۔(۷۴) زکوٰۃ حتی الامکان ایسے لوگوں کو دو جو عزت کی وجہ سے مانگتے نہیں۔(۷۵) تھوڑی چیز دینے سے مت شرماؤ جو بھی توفیق ہو جائے دے دو۔(۷۶) یوں نہ سمجھو کہ زکوٰۃ دے کر تمام حقوق سے سبک دوش ہو گئے، مال میں اور بھی حقوق ہیں جو حسبِ ضرورت ادا کرنے پڑتے ہیں۔(۷۷) عزیز و اقارب کو صدقہ دینے سے دو ثواب ہیں ایک صدقہ کا، دوسرا صلۂ رحم کا۔(۷۸) اگر پڑوسی غریب ہوں تو اپنے سالن میں شوربا بڑھا کر ان کو بھی پہنچایا کرو۔(۷۹) مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ دے دیا کرو۔(۸۰) بیوی اپنے شوہر کے مال میں سے محتاج کو اتنا ہی دے سکتی ہے جتنے میں اگر شوہر کو اطلاع ہو تو ناگواری نہ ہو۔(۸۱) جو چیز کسی کو خیرات دی گئی ہے اگر وہ اس کو فروخت کر رہا ہو تو بہتر ہے کہ تم خود اس سے مت خریدو، شاید وہ تمہاری رعایت میں قیمت کم کرے تو گویا ایک طرح اپنے صدقے کا واپس لینا ہوا۔

کتاب الصوم

(۸۲) روزے میں بُری باتیں مت کرو، شور وغل مت مچاؤ، اگر کوئی خود سے لڑے تو یوں کہہ دو کہ بھائی ہمارا روزہ ہے ہم کو مت ستاؤ۔(۸۳) چاند دیکھ کر ایسا ہر گز مت کہو کہ یہ فلاں دن کا ہے اس کے حساب سے آج فلاں تاریخ ہونی چاہیئے، جب لوگوں نے دیکھا ہے جب ہی سے حساب شروع ہوگا۔(۸۴) عورت نفل روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر نہ رکھے، جب کہ وہ گھر پر موجود ہو۔(۸۵) کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرو۔(۸۶) اگر روزے میں کوئی دعوت کرے اس کا جی خوش کرنے کے لئے اس کے گھر چلے جاؤ اور وہاں جا کر اس کے لئے دعا کرو، اور اگر روزہ نہ ہو تو کھانا بھی کھالو۔(۸۷) جب رمضان شریف کے دس دن باقی رہ جائیں عبادت میں کسی قدر زیادہ کوشش کرو۔

باب تلاوۃ القرآن

(۸۸) اگر قرآن شریف پڑھنے میں دشواری ہورہی ہے تو گھبرا کر چھوڑ مت دو، پڑھتے جاؤ، ایسے شخص کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔(۸۹) سوتے وقت قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے جہاں تک ہاتھ پہونچیں بدن پر پھیر کر سوجایا کرو، تین بار اسی طرح کرو۔(۹۰) اگر قرآن کریم حفظ کیا ہوا ہو اس کو ہمیشہ پڑھتے رہو ورنہ بھول جاؤ گے اور سخت گنہگار ہو گے۔(۹۱) جب تک جی لگے قرآن پڑھو، جب طبیعت اُلجھنے لگے تو پڑھنا روک دو، مگر یہ اس شخص کے لئے ہے جو تلاوت کا عادی ہو، ورنہ خلافِ عادت کام کرنے سے تو ضرور طبیعت گھبراتی ہے، اس لئے اس کا خیال نہ کرو، بہ تکلف پڑھنے کی عادت ڈالو، جب عادت ہوجائے تو پھر اس کے لئے وہی حکم ہے جو اُوپر گذرا۔ (۹۲) قرآن مجید اس طرح پڑھو کہ تمہارے لہجے سے ایسا لگے کہ تم خدا تعالیٰ سے ڈر رہے ہو۔

باب الدعاء والذکر والاستغفار

(۹۳) دُعا میں ان اُمور کا لحاظ رکھو، خوب شوق و رغبت سے مانگو، گناہ کی چیز مت مانگو، اگر قبولیت میں دیر رہی ہو تو تنگ ہو کر چھوڑ مت دو، قبولیت کا یقین رکھو۔(۹۴) غصے میں آکر اپنے مال، اولاد، جان وغیرہ کو مت کوسو۔(۹۵) جب بھی کہیں بیٹھو، لیٹو، دنیا کی باتیں کرو تو اس میں کچھ اللہ و رسول کا ذکر یا درود شریف تھوڑا ہی سہی ضرور کیا کرو، ورنہ وہ مجلس وبال بن جاتی ہے۔(۹۶) استغفار کی کثرت رکھو، سب مشکلیں اس سے آسان ہوں گی اور جہاں سے شان گمان تک نہ ہوگا وہاں سے روزی ملے گی۔(۹۷) اگر شامتِ نفس سے گناہ ہوجائے تو یہ سمجھ کر توبہ میں دیر مت لگاؤ کہ شاید ہماری توبہ قائم نہ رہے اور پھر گناہ ہوجائے بلکہ فوراً صدق دل سے توبہ کرلو۔ اگر اتفاقاً توبہ ٹوٹ جائے پھر توبہ کرلو۔(۹۸) ہر وقت کے مناسبِ حال دعائیں حدیثوں سے ثابت ہیں، دعاؤں کی کوئی معتبر کتاب اپنے پاس رکھو اور ہر موقعہ پر پڑھ لیا کرو۔

باب الحج و الزيارة

(۹۹) جس کے اوپر حج فرض ہے اسے جلد ادا کر لینا چاہئے، خدا جانے کیا موانع پیش آجائیں۔(۱۰۰) ضرورت کے حساب سے خرچ لے کر حج کو جانا چاہیئے تا کہ کسی کے محتاج نہ رہے۔(۱۰۱) حج کر کے اگر مصارف میں گنجائش ہو مدینہ طیبہ جا کر روضۂ منورہ کی زیارت کرو۔(۱۰۲) اگر اس قدر روپیہ پاس ہے کہ حج کر سکتے ہو مگر مدینہ نہیں جا سکتے تو حج فرض ادا کرنا ضروری پھر جب وسعت ہو مدینہ طیبہ چلے جاؤ یہ نہیں کہ حج بھی نہ کرو۔(۱۰۳) حاجی جب تک اپنے گھر نہ آئے اس کی دعا مقبول ہوتی ہے اگر اس سے ملاقات ہو اس کو سلام کرو۔ اس سے مصافحہ کرو، اپنے لئے استغفار کراؤ۔

كتاب اليمين و النذر

(۱۰۴) غیر اللہ کی قسم کبھی مت کھاؤ، جیسے بیٹے کی، باپ کی، یا کسی مخلوق کی، جس شخص کو ایسی قسموں کی عادت پڑ گئی ہو اور منہ سے نکل جائے تو فوراً کلمہ پڑھ لے۔(۱۰۵) اس طرح قسم کبھی مت کھاؤ کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو بے ایمان ہو جاؤں اگر چہ سچا ہی کیوں نہ ہو اور جھوٹ میں تو ایسی قسم اور بھی بُری بات ہے۔(۱۰۶) اگر غصے میں ایسی قسم منہ سے نکل گئی جس کے پورا کرنے میں کوئی خلافِ شرع بات لازم آتی ہے، مثلاً یہ کہ باپ سے نہ بولوں گا تو ایسی قسم کو توڑ دو اور کفارہ ادا کرو۔ اور یہ خیال نہ کرو کہ قسم توڑنے سے گناہ ہوگا کیوں کہ ایسی قسم نہ توڑنے میں زیادہ گناہ ہوگا۔(۱۰۷) کسی کا حق مارنے کے لئے مبہم قسم مت کھاؤ، صاحبِ حق جو مطلب سمجھے گا اسی پر قسم ہوگی۔(۱۰۸) مصیبت میں پھنس کر منت ماننا، اور ویسے کبھی پھوٹی کوڑی اللہ کے نام پر نہ دینا نہایت کنجوسی کی دلیل ہے اور نعوذ باللہ اللہ میاں کو پھسلانے کی کوشش ہے۔

معاملات وسیاست

(۱) سب سے بہتر کمائی ہاتھ کی کمائی ہے، انبیاء علیہم السلام نے دست کاری کی ہے۔ (۲) بدکاری کی آمدنی اور جھوٹے تعویذ گنڈے اور فال کھلائی وغیرہ کا نذرانہ سب حرام ہے، آج کل بہت لوگ ان دونوں بلاؤں میں مبتلا ہیں، رنڈیوں سے خوب نذرانے لیتے ہیں اور خود واہی تباہی تعویذ گنڈے کر کے اور فال کھول کے لوگوں کو ٹھگتے ہیں۔ (۳) مانگنے کا پیشہ سب سے بدتر اور ذلیل پیشہ ہے اور گناہ ہے اس سے تو گھاس کھودنا اور لکڑی کاٹ کر بیچنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ (۴) اگر ایسی ہی سخت مصیبت پڑ جائے اور مانگے بغیر کسی طرح بن ہی نہ پڑے تو الگ بات ہے، اس میں بھی بہتر ہے کہ ایسے لوگوں سے مانگے جو دین دار، عالی ہمت، بلند حوصلہ، ذی استطاعت ہوں کیوں کہ پھر کسی قدر کم ذلت ہے۔ (۵) اگر بدون حرص وطلب کہیں سے کچھ ملے اس کے لینے میں کچھ مضائقہ نہیں، اس میں سے کھائے کھلائے اللہ واسطے بھی دے۔ (۶) جو چیز شرع میں حرام ہے اس میں ہیر پھیر کر کے حیلہ وتاویل مت کرو۔ اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے۔ (۷) مفت خوری سے بہتر یہ ہے کہ عالی ہمتی سے کمائے اور دوسروں کی خدمت کرے؛ البتہ جو لوگ دین کے کاموں میں اتنے مشغول ہیں کہ اگر روزی کے ذرائع اختیار کر لیں تو وہ دینی کام برباد ہو جائیں گے ایسے لوگوں کے لئے ترکِ اسباب نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات اولیٰ ہے، ایسے لوگوں کی مالی خدمت عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ (۸) جس چیز میں طبیعت صاف نہ ہو، دل کھٹکتا ہو وہ چھوڑ دینے کے قابل ہے۔ (۹) جو چیز گناہ کا آلہ بنائی جائے اس کو مت بیچو۔ (۱۰) روپیہ پیسہ بڑے کام کی چیز ہے اس کی قدر کرنا چاہیئے اور حلال ذریعوں سے کمانے میں شرم نہ کرے اگر چہ عرف میں کچھ بھی سمجھا جائے۔ (۱۱) جس

طریقے سے آدمی کی گذر بسر ہوتی رہی بلاضرورت شدیداس کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار نہ کرے۔(۱۲) خرید وفروخت اور اپنے حق کے مطالبے کے وقت نرمی برتے، سختی سے کام لینا اچھی بات نہیں۔(۱۳) اپنا سودا بیچنے کے لئے بہت قسمیں مت کھاؤ اس میں کبھی جھوٹ بھی نکل جاسکتا ہے، جس سے تجارت کی برکت مٹ جاتی ہے۔(۱۴) تجارت بہت عمدہ چیز ہے امانت وسچائی اس کا اہم جز ہے، اس سے دنیا میں آدمی کا اعتبار ہوتا ہے اور آخرت میں انبیاء، صدیقین، اور شہداء کا ساتھ نصیب ہوتا ہے۔(۱۵) منافع تجارت سے کچھ خیر خیرات نکالتے رہا کرو، بعض کوتاہیاں تجارت میں ہو ہی جاتی ہیں، خیر خیرات سے اس کے وبال میں کچھ تخفیف ہو جاتی ہے (۱۶) اگر تمہارے مال میں یا پیسے میں کچھ عیب ہو تو ہرگز اس کو مت چھپاؤ، صاف کہہ دو، اس کے چھپانے سے برکت مٹ جاتی ہے۔(۱۷) سود کا لین دین، تحریر، گواہی کچھ بھی جائز نہیں ہے، سب پر لعنت آئی ہے۔(۱۸) جو چیزیں کہ ناپ تول کر بکتی ہیں اور وہ ایک طرح کی ہیں جیسے گیہوں سے گیہوں کا تبادلہ تو اس میں دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، ایک یہ کہ برابر سرابر ہو اگرچہ اعلیٰ ادنیٰ کا فرق ہو، دوسرے یہ کہ نقد ہو، اگر ایک بات کے بھی خلاف ہوا تو سود ہو جائے گا، اور اگر وہ چیزیں ناپ تول کر بکتی ہیں مگر جنس الگ الگ ہے جیسے گیہوں اور جَو تو پھر اس میں برابر سرابر ہونا ضروری نہیں، مگر نقد ہونا ضروری ہے، اور اگر جنس تو ایک ہے مگر ناپ تول کر نہیں بکتی جیسے بکری بکری، تب بھی برابر سرابر ہونا ضروری نہیں، اور اگر نہ جنس ایک ہے نہ ناپ تول کر بکتی ہے جیسے گھوڑا اور اونٹ، اس وقت برابر سرابر ہونا ضروری ہے نہ نقد ہونا ضروری ہے، یہ فقہ حنفی کے موافق سود کی تفصیل ہے۔(۱۹) اگر تم خراب گیہوں کے عوض میں اچھے گیہوں لینا چاہتے ہو اور دوسرا شخص برابر سرابر نہیں دیتا تو یوں کرو کہ پہلے اپنے گیہوں اس کے ہاتھ بیچ ڈالو، پھر جتنے گیہوں وہ تم کو دے وہ اس روپے کے عوض میں جو اس کے ذمہ تم کو ادا کرنا ہے اس سے خرید لو۔(۲۰) سونے چاندی کے خرید وفروخت میں جزئیات ہیں، ضرورت پر علماء کرام سے معلوم کرلو۔(۲۱) اگر کوئی شخص تمہارا مقروض ہو اور اسی حالت میں تم کو ہدیہ دے یا دعوت کرے تو اگر پہلے سے ایسے تعلقات نہیں ہیں تو ہرگز مت قبول کرو، اسی سے رہن کی آمدنی کا

حال معلوم ہو جاتا ہے، کیوں کہ رہن پر سامان رکھنے والا تمہارا قرض دار ہے اور قرض کے دباؤ میں تم کو اس چیز سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت دیتا ہے تو وہ کس طرح حلال ہوگا۔(۲۲) آج کل خرید وفروخت کی بہت سی نئی صورتیں رائج ہو رہی ہیں، اس لئے کوئی بھی لین دین کرو علماء سے معلوم کر کے کرو۔(۲۳) درخت پر جب تک پھل کام میں آنے کے لائق نہ ہو جائے اس کا خریدنا بیچنا ممنوع ہے کیوں کہ معلوم نہیں پھل رہے یا ضائع ہو جائے۔(۲۴) صرف بیجک (مال کی فہرست) آنے پر مال فروخت مت کرو، جب تک تمہارے قبضے میں نہ آجاوے اور جب بائع کے قبضے میں آجاوے تو بیجک دیکھ کر مشتری کو خریدنا درست مگر جب مال کو دیکھے اس وقت اختیار ہے خواہ معاملہ رکھے یا انکار کر دے۔(۲۵) کاشت کار جو گاؤں سے غلہ لے کر آتے ہیں اُن کو شہر میں آنے دو، شہر سے باہر ہی باہر جا کر معاملہ کر لینا اچھا نہیں، اس میں کبھی تو اس کو دھوکہ دیا جاتا ہے کہ شہر میں اس ریٹ سے فروخت نہ ہوگا اور شہر والوں کا بھی نقصان ہے کہ سب لوگ اب اسی آدمی کے محتاج ہو گئے جتنے کو چاہے فروخت کرے، اسی طرح ایک آدمی اگر سودا چکار ہا ہو اور ابھی بیچنے والے نے اس کو کوئی قطعی جواب نہیں دیا یعنی معاملت جاری ہے، تو تم جا کر خود لینے کے لئے اس کے سودے کو خراب مت کرو، البتہ جب وہ صاف انکار کر دے اس وقت خریدنے میں مضائقہ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ نیلام میں کسی کا بولی بولنا منع نہیں کیوں کہ خود بائع نے ابھی اس بولی کو منظور نہیں کیا، کسی کو دھوکہ دینے کے لئے چیز کے دام خواہ مخواہ مت بڑھاؤ کہ دوسرا آدمی اور زیادہ بولی بول دے، اور وہ چیز اس کے گلے پڑ جاوے، اسی طرح اگر کوئی دیہاتی اپنی چیز شہر میں فروخت کرنے کے لئے آئے سو خواہ مخواہ خیر خواہی جتلاتے ہوئے اپنا مال بیچنے سے اس کو مت روکو کہ میاں! تمہارا مال ہمارے پاس رکھ دو، ہم موقع پر زیادہ قیمت پر نکال دیں گے، بلکہ اس کو خود ہی بیچ لینے دو، شہر والوں کو کسی قدر کفایت سے مل جائے گا، البتہ اگر اس کا واقعی نقصان ہوتا ہو تو دلّال بننے میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر گائے بکری بیچنا ہو خریدار کو دھوکہ دینے کی غرض سے ایسا مت کرو کہ کئی وقت دودھ نہ نکالو تا کہ تھن کو دودھ سے بھرا دیکھ کر خریدار دھوکہ میں آجاوے اور زیادہ دام میں خرید کر نقصان اُٹھائے۔

(۲۶) خودرو گھاس کا بیچنا درست نہیں، اگر چہ تمہاری مملوکہ زمین ہی میں اُگی ہو، یہی پانی کا بھی حکم ہے۔(۲۷) کوئی ایسا کام مت کرو جس سے خریدار کو دھوکہ ہو۔(۲۸) اگر کوئی مصیبت زدہ اپنی ضرورت سے مجبور ہو کر کوئی چیز بیچتا ہو تو اس کو صاحب ضرورت سمجھ کر مت دباؤ اور چیز کے دام مت گراؤ یا تو اس کی مدد کرو یا مناسب قیمت سے اس کو خرید لو۔(۲۹) جو چیز تمہاری ملک و قبضے میں نہ ہو اس کا معاملہ کسی سے مت ٹھیراؤ اس امید پر کہ ہم بازار سے خرید کر اس کو دیدیں گے۔(۳۰) رہن میں یہ شرط لگانا کہ اگر اتنی مدت تک رہن کے پیسے ادا نہ ہوں تو اسی کو بیع سمجھ لیا جائے باطل ہے، چناں چہ مدت گذرنے پر یہ بیع نہ سمجھی جائے گی۔(۳۱) اگر کوئی چیز بطور بیعانہ کے خریدی اور فضل پر بائع سے وہ چیز نہ بن پڑی تو جتنا روپیہ اس کو دیا تھا واپس لے لو نہ زیادہ روپیہ لینا درست ہے اور نہ اس روپیہ کے بدلے اور کوئی چیز خریدنا درست ہے البتہ اپنا روپیہ لے کر پھر اس سے جو چاہو خرید لو۔(۳۲) غلہ سستا خرید کر مہنگا بیچنا درست ہے مگر جب مخلوق کو تکلیف ہونے لگے اس وقت زیادہ گرانی کا انتظار کرنا حرام اور موجب لعنت ہے۔(۳۳) حاکم کو اختیار نہیں ہے کہ زبردستی نرخ مقرر کرے البتہ تاجر کو فہمائش کرنا اور مشورہ دینا مناسب ہے۔(۳۴) اگر تمہارا قرضہ دار غریب ہو، اس کو پریشان مت کرو بلکہ مہلت دو، یا جزو یا کل معاف کردو اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کی سختی سے نجات دیں گے۔(۳۵) تم کسی کے قرضہ دار ہو تو خراب چیز سے اس کا حق مت ادا کرو بلکہ اس کا ارادہ رکھو کہ اس کے حق سے بہتر اس کو ادا کروں گا مگر معاملہ کے وقت اس کا معاہدہ کر لینا جائز نہیں۔(۳۶) اگر تم قرض ادا کر سکتے ہو تو بلا وجہ ٹال مٹول کرنا بڑا ظلم ہے۔(۳۷) اگر تمہارا قرضہ دار تم کو دوسرے سے ضمانت دِلا دے اور اس سے تم کو وصول ہونے کی امید بھی ہو تو خواہ مخواہ ضد میں آکر قرض دار ہی کو دق مت کئے جاؤ بلکہ اس ضمانت کو منظور کر لو۔(۳۸) حتی الامکان کسی سے قرض مت لو اگر بہ ضرورت لینا پڑے تو اس کے ادا کی فکر رکھو، بے پروا مت بن جاؤ۔(۳۹) اگر تمہارے مال میں گنجائش ہے تو کسی قرض دار کی طرف سے اس کا قرض ادا کر دیا کرو۔(۴۰) جس کسی کا قرض ادا کیا کرو تو ادا کرنے کے ساتھ اس کو دُعا بھی دیا کرو اور اس کا شکریہ بھی ادا کرو۔

(۴۱) شرکت کے کاروبار میں سب شریکوں کو امانت و دیانت سے رہنا چاہئے ورنہ کاروبار کی برکت سلب ہونے لگتی ہے۔ (۴۲) جو مال ظلم سے، دباؤ سے کسی کی وجاہت کے لحاظ سے کسی کی شرما شرمی سے وصول ہو، وہ حلال نہیں، چندہ کرنے والوں کو بھی اچھی طرح غور کر لینا چاہیئے، حلال وہی مال ہے جو دل کی خوشی سے دیا جائے۔ (۴۳) ہنسی ہنسی میں کسی کی چیز اٹھا کر اس کو پریشان مت کرو، جو ہنسی ہنسی میں اٹھالی تو جلدی سے واپس کر دو۔ (۴۴) پڑوسی کی رعایت کیا کرو، چھوٹی موٹی باتوں میں اس کو درگذر کر دیا کرو، مثلاً تمہاری دیوار میں میخ گاڑنے لگے تو گاڑ لینے دو۔ (۴۵) اگر کوئی گھر یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا مکان یا زمین خرید کر لو، ورنہ روپیہ رہنا رہنا مشکل ہے۔ (۴۶) جس درخت کے سائے میں آدمیوں کو، جانوروں کو آرام ملتا ہو اور وہ تمہارے ملکیت بھی نہیں ہے تو اس کو مت کاٹو کہ جانداروں کو تکلیف ہوگی، اس سے عذاب ملتا ہے۔ (۴۷) بکریاں چَرانا پیغمبروں کا طریقہ ہے، اس کو بُرا نہ سمجھو۔ (۴۸) مزدور سے کام لے کر اس کی مزدوری دینے میں کوتاہی مت کرو، اس مقدمے میں سرکار عالی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدعی ہوں گے۔ (۴۹) عہد کر کے خلاف مت کرو، خصوصاً جب کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کا واسطہ ہو اس مقدمہ میں بھی سرکار عالی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدعی ہوں گے۔ (۵۰) اگر کھانا پکانے کو کسی کو آگ دیدے تو ایسا ثواب ہے جیسا کہ وہ کھانا دے دیا جو اس آگ سے پکا ہے، اسی طرح نمک دیدینے کا بھی بہت ثواب ہے۔ (۵۱) جہاں پانی آسانی سے مل جاتا ہو وہاں کسی کو پلانے سے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے اور جہاں آسانی سے نہیں ملتا وہاں پلانے سے ایسا ثواب ملتا ہے جیسا کہ کسی مردے کو زندہ کر دیا۔ (۵۲) اگر کسی کو کوئی چیز یہ کہہ کر دے کہ تم کو عمر بھر کے لئے دیتے ہیں اور تمہارے مرنے کے بعد واپس لے لیں گے تو وہ شئی اس کے باوجود اس کی ملک ہو جاتی ہے بعد موت کے اس کے ورثہ کو ملے گی تو اس امید باطل پر اپنے مال کو خراب و برباد مت کرو پھر حسرت ہوگی اپنے ہی پاس رہنے دو۔ (۵۳) اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی دو نا انصافی بری بات ہے۔ (۵۴) ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو بدلے کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی

نوبت آئے گی، لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو کہ اس کو کچھ بدلہ دیا جائے اور اگر بدلہ دینے کو میسر نہ ہوتو اس کی تعریف کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہے جزاک اللہ خیراً اور جب محسن کا شکر ادا نہ کیا تو خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہ ہوگا۔ (۵۵) باہم تحفہ تحائف کی راہ ورسم جاری رکھو، اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے محبت بڑھتی ہے اور یہ نہ خیال کرو کہ تھوڑی چیز ہے کیا بھیجیں جو کچھ ہو بے تکلف دو، لو۔ (۵۶) جو کوئی تمہاری خاطر داری کو خوشبو تیل یا دودھ یا تکیہ پیش کرے کہ خوشبو سونگھ لو، یا تیل لگا لو، دودھ پی کر تکیہ کمر سے لگا لو، تو قبول کرو انکار و عذر مت کرو، کیونکہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا جس کا بار تم سے نہیں اٹھ سکتا جب کہ دوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ (۵۷) نیا پھل اول جب تمہارے پاس پہنچے اس کو آنکھوں اور لبوں سے لگا لو اور یہ دعا پڑھ لو ''اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّ لَهٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ'' پھر کوئی بچہ پاس ہو اس کو دیدو۔ (۵۸) اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرض یا کسی کی امانت ہو اور کوئی حق ہو تو اس کی یادداشت بطور وصیت کے لکھ کر اپنے پاس رکھو۔

باب النکاح

(۵۹) اگر حاجت استطاعت ہو تو نکاح کرنا افضل ہے، اور اگر حاجت ہے مگر استطاعت نہ ہو تو روزے کی کثرت سے شہوت ٹوٹ جاتی ہے۔ (۶۰) نکاح میں زیادہ تر لڑکی کی دینداری کا لحاظ رکھو مال و جمال حسب ونسب کے پیچھے زیادہ مت پڑو۔ (۶۱) اگر سفر سے گھر آنا ہو تو اچانک گھر مت چلے جاؤ، اس قدر تاخیر کرو کہ بی بی کنگھی چوٹی سے اپنے کو سنوار لے، کیونکہ شوہر کی عدم موجودگی میں میلی کچیلی رہی ہے کہیں اس حالت میں دیکھ کر اس سے نفرت نہ ہو جائے۔ (۶۲) اگر کوئی شخص تمہاری لڑکی کو پیغام نکاح بھیجے تو زیادہ تر قابل لحاظ اس شخص کے اخلاق اور دینداری ہے، دولت حشمت عالی خاندانی کے اہتمام میں رہ جانے سے خرابی ہی خرابی ہے۔ (۶۳) اگر اتفاقاً کسی غیر شادی شدہ عورت اور کسی مرد میں درمیان معاشقہ ہو جائے تو بہتر ہے کہ ان کا نکاح کر دیا جائے۔ (۶۴) اس نکاح میں زیادہ برکت ہے جس میں خرچ کم پڑے اور مہر بھی ہلکا ہو۔ (۶۵) اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ

غیر عورتوں کی صورت شکل کے حالات اپنے خاوند سے بیان کیا کرتی ہیں یہ بہت بری بات ہے اگراس کا دل کسی اور عورت پر آ گیا تو پھر روتی پھریں گی۔(٦٦) ایک کپڑے میں دو مردوں کا اسی طرح ایک کپڑے میں دو عورتوں کا لیٹنا بالکل نامناسب اور بے غیرتی ہے اور جس طرح مرد کو دوسرے مرد کا ستر دیکھنا گناہ ہے اسی طرح عورت کو دوسری عورت کا ستر دیکھنا گناہ ہے اکثر عورتیں اس کی احتیاط نہیں رکھتیں۔(٦٧) کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے فوراً نگاہ ادھر سے پھیرلو اور اگر اس کا خیال کچھ دل میں رہے تو اپنی بی بی سے فراغت کرلینا چاہئے اس سے وہ وسوسہ دور ہو جاتا ہے۔(٦٨) اگر کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اگر بن پڑے تو اس کو ایک نگاہ دیکھ لو، کبھی بعد نکاح کے اس کی صورت سے نفرت نہ ہو۔(٦٩) بغیر سخت ضرورت کے پیشاب، پائخانہ، اور مجامعت کے وقت برہنہ مت ہو، فرشتوں سے اور اللہ تعالیٰ سے شرم کرنا چاہئے۔(٧٠) تنہائی میں غیر عورت کے پاس بیٹھنا زہر قاتل ہے اور سخت گناہ ہے، اسی طرح اس کے ساتھ سفر کرنا بھی ممنوع ہے، آج کل پیروں سے اور رشتہ داروں کے ساتھ اس میں بالکل احتیاط نہیں ہورہی ہے، غیر عورت اس کو کہتے ہیں جس سے نکاح عمر بھی میں کبھی بھی حلال ہو سکے۔(٧١) بلا ضرورت عورت کے لئے منع ہے کہ غیر مرد کو دیکھے، اکثر عورتوں کو جھانکنے تانکنے کی عادت ہوتی ہے، یہ بہت بُری بات ہے۔(٧٢) اولاد کا حق ہے کہ اس کا نام اچھا رکھو، علم ولیاقت سکھلاؤ، جب جوان ہو جائے نکاح کردو، ورنہ اگر اس سے کوئی گناہ ہو گیا تو اس کا وبال تمہاری گردن پر بھی ہوگا، اکثر لوگ لڑکیوں کو بٹھلا رکھتے ہیں، یہ بڑی بے احتیاطی کی بات ہے۔(٧٣) اگر کسی جگہ ایک شخص پیغام نکاح بھیج چکا ہے تو جب تک اس کو جواب نہ مل جائے یا وہ خود چھوڑ بیٹھے تب تک تم پیغام مت دو۔(٧٤) اگر کوئی شخص اپنا دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اس عورت کو یا اس کے ورثہ کو مناسب نہیں کہ شوہر سے شرط ٹھہرائیں کہ پہلی بیوی کو طلاق دیدے جب نکاح کیا جائے گا، اپنی تقدیر پر قانع رہنا چاہئے۔(٧٥) نکاح مسجد میں ہونا بہتر ہے تا کہ اعلان بھی خوب ہو اور جگہ بھی برکت کی ہے۔(٧٦) رضاعت کے بارے میں بڑی احتیاط درکار ہے، کہ بغیر رضاعت کی تحقیق کے ہی بے پردگی کرنے لگے اور جہاں ذرا بھی

شبہ شرکت رضاعت کا ہے وہاں نکاح نہ کرے۔(۷۷) میاں بی بی کے باہمی معاملات خلوت کا دوست احباب سے یا ساتھیوں سے ذکر کرنا خدا تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے، اکثر دولہا دلہن اس کی پرواہ نہیں کرتے۔(۷۸) ولیمہ مستحب ہے مگر اس میں تکلف وتفاخر نہ کرے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ایک بی بی کا ولیمہ دو سیر جَو سے کیا، حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں کھجور اور پنیر اور گھی کا مالیدہ تھا، اور سب سے بڑا ولیمہ حضرت زینبؓ کا تھا کہ ایک بکری ذبح ہوئی اور گوشت روٹی لوگوں کو پیٹ بھر کے کھلائی گئی۔ (۷۹) بی بی کی کج خلقی پر صبر کرو، اس سے عداوت مت کرو، اگر ایک بات ناپسند ہوگی دوسری بات پسند آ جائے گی، بے ضرورت اس کو مت مارو اور ضرورت ہو تب بھی زیادہ مت مارو اور منہ پر تو ہرگز مت مارو کیوں کہ رات کو اسی سے پیار محبت کرتے شرم بھی آئے گی، اس کا دل بہلاتے رہو، گالی گلوج مت کرو، روٹھ کر گھر سے مت نکل جاؤ، زیادہ خفگی ہو تو گھر ہی میں دوسری چارپائی پر سو رہو، جب دیکھو کسی طرح نباہ نہیں ہوتا تو اچھی طرح غور کر کے اور بڑوں سے مشورہ کر کے طلاق دے دو۔(۸۰) عورت کو چاہئے کہ خاوند کی اطاعت کرے اس کو خوش رکھے اس کے حکم کو ٹالے نہیں، خصوصاً جب وہ ہم بستری کے لئے بلائے؛ اس کی طاقت سے زیادہ نان نفقہ طلب نہ کرے، اس کے روبرو زبان درازی نہ کرے، بلا اجازت اس کے نوافل نہ پڑھے، نہ نفل روزہ رکھے، اس کا مال بغیر اس کی رضامندی کے کسی کو نہ دے، نہ خود ضرورت سے زیادہ خرچ کرے، کبھی طلاق نہ مانگے (۸۱) بی بی کو بھڑکا کر میاں سے لڑا دینا یا نفرت ڈال دینا سخت گناہ ہے۔(۸۲) اگر معمولی طور پر کوئی شخص اپنی بی بی کو مارے تو دوسروں کو اس کی وجہ دریافت کرنا خلاف تہذیب ہے، شاید وہ بات بتلانے کی نہ ہو۔(۸۳) بلا ضرورت طلاق مت دو۔(۸۴) حیض میں طلاق مت دو کہ شاید بلا ضرورت بوجہ نفرت طبعی کے دی ہو۔(۸۵) حلالہ کی شرط ٹہرانا یعنی تین طلاق دی گئی عورت کا نکاح کرتے وقت مجامعت کر کے چھوڑ دینے کی شرط ٹھیرانا نہایت بے غیرتی کی بات ہے۔(۸۶) بغیر ثبوت کے اپنی بی بی کو بدکار یقین کر لینا اور جو اولاد اس سے ہو اس کی صورت دیکھ کر کہہ دینا کہ یہ میری اولاد نہیں ہے بہت گناہ کی بات ہے۔

(۸۷) اگر عورت بدچلن ہو اور اس کا انتظام نہ کر سکے تو اس کو طلاق دیدینا چاہئے لیکن اگر اس سے محبت ہو اور ڈرتا ہو کہ بعد طلاق کے میں بھی اس میں مبتلا ہو جاؤں گا تو طلاق تو نہ دے، مگر اس کو بدچلنی سے بچنے کا انتظام بھی کرنا چاہئے۔(۸۸) خواہ مخواہ بلا ثبوت بی بی پر بدگمانی کرنا جہالت اور تکبر ہے اور قرائن ہوتے ہوئے بھی نظر انداز کرنا بے غیرتی ہے۔(۸۹) اگر نکاح کے بارے میں کوئی تم سے مشورہ کرے تو خیر خواہی کی بات یہ ہے کہ اگر اس کی کوئی خرابی تم کو معلوم ہو تو ظاہر کر دو یہ غیبت حرام نہیں ہے، اسی طرح جس جگہ تم کو خاص کسی کی برائی کرنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی کی خیر خواہی کی ضرورت سے اس کا عیب بیان کرنا پڑے تو شرعاً اس کی اجازت ہے بلکہ بعض جگہ واجب ہے۔(۹۰) اگر شوہر باوجود گنجائش کے محض بخل کی وجہ سے بیوی کو بقدر ضرورت خرچ نہ دیتا ہو تو بیوی چھپا کر لے سکتی ہے مگر حاجت سے زیادہ فضول خرچی کرنے کے لئے لینا جائز نہیں ہے۔(۹۱) اللہ تعالیٰ اگر مال دے تو اول خویش بعد درویش۔یعنی اہلِ حقوق کے حقوق ادا کرنے کے بعد خیر خیرات کرنا چاہیئے۔

آدابِ سفر

(۹۲) جہاں تک ممکن ہو سفر تنہا مت کرو۔(۹۳) جب کام ہو چکے جلدی اپنے ٹھکانے آجاؤ، خواہ مخواہ سفر میں بے آرام مت رہو۔(۹۴) شب کے سفر میں راستہ جلدی کٹتا ہے۔(۹۵) سفر میں مصلحت یہ ہے کہ ساتھیوں میں سے ایک کو اپنا امیر بنالیں، شاید باہم کچھ تکرار اختلاف ہو جاوے تو فیصلہ آسان ہو۔(۹۶) سالارِ قافلہ کو چاہئے تمام مجمع کا خیال رکھے کہ کوئی چھوٹ تو نہیں گیا کسی کو سواری وغیرہ کی تکلیف تو نہیں ہے۔(۹۷) قافلہ جب منزل پر اترے تو متفرق نہ اترے، سب قریب قریب مل کر ٹھہریں تاکہ اگر کسی پر آفت آئے تو دوسرے کی مدد کر سکیں۔(۹۸) اگر اللہ تعالیٰ فراغت کی سواری دے تو پیدل چلنے والوں کو اس پر سوار کر دو، یہ نہیں کہ ان کے پاؤں میں تو چھالے پڑ جاویں اور تم نام آوری کے لئے مزے سے نکل جاؤ۔(۹۹) دشمن کو امن دے کر بدعہدی کرنا بہت ہی بڑا گناہ ہے۔(۱۰۰) جو شخص کافر رعایا پر ظلم کرے یا اس کے حقوق میں کمی کرے یا اس کو بے موقع تکلیف دے یا اس کی ناراضی سے اس

کی چیز لی جاوے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت میں اس پر دعویٰ دائر فرمائیں گے۔(۱۰۱) اگر جانور ذبح کرنا ہو تو چھری خوب تیز کر کے کرو، اس کو ترسا کر مت مارو، گلا گھونٹنے میں جانور کو بہت اذیت ہوتی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمایا ہے۔(۱۰۲) کتا ایذا پہنچانے والا جانور ہے، اس میں بہت سی بُری خصلتیں ہیں، اس وجہ سے بلا ضرورت اس کا پالنا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔(۱۰۳) جانوروں کو باہم لڑانا جیسے مرغوں، بکریوں کو لڑاتے ہیں ممنوع ہے۔ (۱۰۴) اکثر اوقات شکار میں مشغول رہنا آدمی کو بیکار اور بدعقل کر دیتا ہے اپنے ضروری کاموں سے جاتا رہتا ہے۔ اسی طرح دیگر کھیل کود کا بھی حکم ہے۔

آداب معاشرت وخورد ونوش

(۱) اگر سالن وغیرہ میں مکھی گر پڑے تو اس کو غوطہ دے کر پھینک دو پھر اگر دل چاہے تو کھاؤ ورنہ نہ کھاؤ، کیونکہ اس کے ایک بازو میں بیماری دوسرے میں شفا ہے، زہریلے بازو کو پہلے ڈالتی ہے، دوسرے بازو کے ڈالنے سے اس کا تدارک ہو جائے گا۔(۲) **بسم اللہ** کر کے کھانا شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنے سامنے سے کھاؤ، البتہ اگر اس برتن میں کئی طرح کا پھل، میوہ، مٹھائی اس وقت جو پسند ہو جس طرف سے چاہو اٹھالو۔(۳) جس چیز میں سب انگلیاں نہ لگانی پڑیں اس کو تین انگلی سے کھاؤ اور انگلیاں چاٹ لیا کرو، اور برتن میں اگر کوئی چیز بچی ہوئی ہے تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو، اس سے برکت ہوتی ہے۔(۴) اگر ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جائے اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھالو، تکبر مت کرو، رزق سرکاری نعمت ہے ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔(۵) کھانا تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ، متکبروں کی طرح تکیہ لگا کر اور بے ادبی سے مت کھاؤ۔(۶) اگر کھانا کم ہے اور آدمی زیادہ ہیں تو سب مل کر تھوڑا تھوڑا کھالو یہ نہیں کہ ایک تو سیر ہو کر کھائے دوسرا بھوکا رہ جائے۔(۷) کھجور، انگور، مٹھائی جیسی

چیزیں اگر کئی آدمی مل کر کھا رہے ہوں تو ہر شخص ایک ایک دانہ اٹھائے، دو دو ایک دم سے لینا بے تمیزی اور حرص کی دلیل ہے۔(۸) کچی پیاز، لہسن یا اور کوئی بدبودار چیز کھا کر مجمع میں مت جاؤ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔(۹) کھانے سے فارغ ہو کر اپنے رزاق کا شکر بجا لاؤ اسی طرح پانی پینے کے بعد۔(۱۰) کھانے سے پہلے اور بعد میں بھی ہاتھ دھو لو اور کلی کر لو۔(۱۱) تیز گرم کھانا مت کھاؤ اس سے نقصان ہوتا ہے۔(۱۲) مہمان کی خاطر داشت و مدارات کرو، ایک روز تو کسی قدر تکلف اور اہتمام سے کھلاؤ، تین دن تک اس کا حق مہمانی ہے، لیکن مہمان کو زیبا نہیں کہ میزبان کے گھر اس طرح جم جائے کہ وہ تنگ آ جائے۔(۱۳) کھانا سب مل کر کھاؤ اس میں برکت ہوتی ہے۔(۱۴) جب کھانا کھا چکو تو پہلے دسترخوان اٹھوا دو، اس کو چھوڑ کر خود اٹھ جانا خلاف ادب ہے اور اگر اپنے ساتھی سے پہلے کھا چکو تب بھی اس کا ساتھ دو، تھوڑا تھوڑا کھاتے رہو، کہیں تمہارے اٹھنے سے وہ بھوکا نہ اٹھ کھڑا ہو، اگر کسی وجہ سے اٹھنا ہی ضروری ہے تو اس سے عذر کر دو۔(۱۵) مہمان کو گھر کے دروازے تک پہنچانا سنت ہے۔(۱۶) پانی ایک سانس میں مت پیو، کم سے کم تین سانس میں پیو اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کر لو اور پانی بسم اللہ کہہ کر پیو، اور پی کر الحمد للہ کہو۔(۱۷) ٹوٹی سے منہ لگا کر پانی مت پیو، اسی طرح جو برتن ایسا ہو جس سے زیادہ پانی آ جانے کا احتمال ہے یا اندیشہ ہے کہ اس میں سے کوئی کچرا وغیرہ نہ آ جائے، اس کو بھی منھ لگا کر نہ پیو۔(۱۸) بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی مت پیو۔(۱۹) چاندی سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے۔(۲۰) پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہو تو داہنے والے کو پہلے دو، پھر وہ اپنے داہنے والے کو دے، اسی طرح دور ختم ہونا چاہئے (۲۱) کنارہ ٹوٹے برتن سے ٹوٹن کی طرف سے پانی مت پیو۔(۲۲) شام کے وقت بچوں کے باہر مت نکلنے دو، اور رات کو بسم اللہ کہہ کے دروازے بند کر لو اور بسم اللہ کہہ کے برتنوں کو ڈھانک دو اور سوتے وقت بے ضرورت روشنی بند کر دیا کرو۔

لباس و زینت

(۲۳) مردوں کو ٹخنوں سے نیچے کرتا یا پائجامہ یا لنگی پہننا ممنوع ہے، اسی طرح ریشم یا

زری کا کپڑا پہننا بھی ممنوع ہے، البتہ چار انگشت چوڑی گوٹ بیل وغیرہ جائز ہے، اس سے زیادہ ممنوع ہے۔ (۲۴) ایک جوتی پہن کر مت چلو، سر سے پاؤں تک ایک کپڑے کے اندر مت لپٹ جاؤ اس سے چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں تکلیف ہوگی، جس طرح بعضے لوگ موسمِ سرما میں رزائی میں لپٹ جاتے ہیں، ایسی وضع سے کپڑا امت پہنو کہ اٹھتے بیٹھتے ستر کھل جائے۔ (۲۵) کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو، مثلاً داہنی آستین سے پہلے پہنو۔ (۲۶) کپڑا پہن کر اپنے مولیٰ کا اس طرح شکریہ ادا کرنے سے بہت گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ الحمد للّٰهِ الَّذِی کسانی ھذا ورَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیرِ حَولٍ مِنّیِ و لا قوۃً۔ (۲۷) امیروں کے پاس زیادہ بیٹھنے سے دنیا کی ہوس بڑھتی ہے عمدہ کپڑوں کی فکر ہوتی ہے، بہتر یہ ہے کہ جب تک کپڑے میں پیوند نہ لگ جائے اس کو پُرانا نہ سمجھے۔ (۲۸) کپڑے میں نہ اس قدر زینت واہتمام کرے لوگوں ک نظر اٹھنے لگے کیوں کہ ریا اور تکبر ہے اور نہ بالکل بے حیثیت میلا گندا رہے کہ نعمت کی ناشکری ہے، سادگی کے ساتھ درمیانی معاملہ رکھے۔ (۲۹) مسلمانوں کی وضع چھوڑ کر دوسری قوموں کی وضع اور کپڑوں سے ایسی نفرت ہونی چاہئے جیسا کہ مرد کو عورتوں کے کپڑے پہننے سے ہوتی ہے۔ (۳۰) عورت کا باریک کپڑا پہننا گویا ننگا پھرنا ہے۔ (۳۱) مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے البتہ چاندی کی انگوٹھی کا مضائقہ نہیں مگر ساڑھے چار ماشہ سے کم ہونا چاہئے۔ (۳۲) بجتا زیور جیسے گھنگرو وغیرہ پہننا ممنوع ہے۔ (۳۳) جوتے کئی کئی جوڑے رکھا کرو اس میں بہت سی مصلحتیں ہیں، پہنتے وقت داہنے پاؤں میں پہلے پہنو اور اُتارنے میں بائیں سے پہلے اُتارو۔ (۳۴) جوتا پہننے میں اگر ہاتھ سے کام لینا پڑے مثلاً تنگ ہے یا تسمہ وغیرہ باندھنا ہے تو کھڑے ہو کر مت پہنو، اس میں گر جانے کا اندیشہ ہے۔ (۳۵) جہاں جوتا چوری ہو جانے کا ڈر ہو تو اٹھا کر اپنے ساتھ رکھ لو۔ (۳۶) ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال لینا، مونچھ کٹانا، ناخن کٹانا، بغل کے بال لینا فطرتِ سلیمہ کا تقاضہ ہیں، اور چالیس روز سے زیادہ بال و ناخن کو چھوڑے رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ (۳۷) سفید بالوں کو خضاب کرنا مستحب ہے مگر سیاہ خضاب کی ممانعت آئی ہے۔ (۳۸) مردوں کو

عورتوں کالباس اورعورتوں کومردوں کالباس پہننااورایک دوسرے کی شکل وصورت بنانا حرام ہے۔(۳۹) کسی کے بال ملاکراپنے بال بڑھانااور بدن گودنا حرام ہےاورموجبِ لعنت ہے۔ (۴۰) داڑھی کٹانا جب مٹھی سے زائد نہ ہومنع ہےالبتہ اگرایک آدھ بال بڑھاہواس کو برابر کر نے میں مضائقہ نہیں ۔(۴۱) اگرسر پر بال ہوں توان کودھوتے رہو، کنگھی کرتے رہو، تیل لگالیا کرو،اسی طرح داڑھی میں بھی مگر ہروقت کنگھی چوٹی میں رہناواہیات بات ہے۔(۴۲) اگر بال سفید ہوناشروع ہوجاویں توان کوا کھاڑ کرنکالومت ۔(۴۳) لڑکوں کاسر منڈادینابال رکھنے سے بہتر ہے۔(۴۴) عورت کے لئے بہتر ہے کہ ہاتھوں کومہندی لگائے اور کچھ نہیں تو ناخن ہی کولگالے۔(۴۵) سوتے وقت سُرمے کی تین تین سلائیاں دونوں آنکھوں میں لگالیا کرو۔(۴۶) گھر کوصاف رکھو بلکہ گھر کے سامنے بھی کچراجمع مت کرو۔(۴۷) کبھی کبھی عطر لگالیا کرو۔(۴۸) تصویر گھر میں مت رکھو۔

طب(دواوعلاج)

(۴۹) دَواعلاج کرنے کی اجازت بلکہ ترغیب دی گئی ہے۔(۵۰) مریض کوکھانے پینے پرزیادہ زبردستی مت کرو۔(۵۱) حرام چیز کودوامیں استعمال مت کرو۔(۵۲) خلافِ شرع تعویذ،گنڈاٹوٹکہ ہرگز استعمال مت کرو۔(۵۳) اگر بچوں کو بُری نظر لگ جائے تو أُعِيذُكَ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنِ اللَّامَّةِ پڑھ کردم کرو۔(۵۴)حتی الامکان معدے کی اصلاح وحفاظت کااہتمام کرو،تمام بدن درست رہتا ہےاوراگرمعدے میں بگاڑ ہوتوتمام بدن میں بیماری ہوجاتی ہے۔(۵۵) جن بیماریوں سے لوگوں کونفرت ہوتی ہے جوشخص ان امراض میں مبتلاہواس کے لئے بہتر ہے کہ لوگوں سے علیحدہ رہے تاکہ اُن کوتکلیف وایذانہ پہنچے۔(۵۶) بدشگونی وغیرہ کاماننا ایک قسم کاشرک ہے۔ (۵۷) نجوم ورمل اورہمزادکاعمل سب چیزیں ایمان کوتباہ کرنے والی ہیں۔

خواب

(۵۸) اگر وحشت ناک خواب نظر آئے تو بائیں طرف تین بار تھتکار و اور تین بار اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو اور جس کروٹ پر لیٹے ہو اس کو بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو انشاء اللہ تعالیٰ کچھ ضرر نہ ہوگا۔ (۵۹) اگر خواب کہنا ہو ایسے شخص سے کہو جو عاقل ہو یا دوست ہو تا کہ بری تعبیر نہ دے کیونکہ اکثر تعبیر کے موافق ہو جاتا ہے۔ (۶۰) جھوٹا خواب کبھی مت بتاؤ بڑا سخت گناہ ہے۔

سلام

(۶۱) ایک دوسرے کو سلام کیا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے۔ (۶۲) سلام میں جان پہچان والوں کی تخصیص مت کرو جو مسلمان مل جائے اس کو سلام کرو۔ (۶۳) سوار کو چاہئے کہ پیادے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو اور کم عمر زیادہ عمر والے کو سلام میں پہل کرے۔ (۶۴) جو شخص پہلے سلام کرتا ہے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے (۶۵) اگر کئی شخصوں میں سے ایک شخص سلام کرے سب کی طرف سے کافی ہے اسی طرح کئی شخصوں میں سے ایک شخص جواب دیدے بس کافی ہے۔

استیذان (گھر میں آنے اجازت لینا)

(۶۶) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو بغیر اطلاع و اجازت کے اس کے مکان میں مت جاؤ، اگر چہ وہ مکان مردانہ ہو اور تین بار پکارنے سے اگر اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ اسی طرح اپنے گھر کے اندر بھی بے پکارے اور بے بلائے مت جاؤ، ہوسکتا ہے کہ کوئی بے پردہ ہو، البتہ اگر کوئی شخص مجلس عام میں بیٹھا ہے اس کے پاس جانے کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ (۶۷) اگر پکارنے کے وقت مکان والا پوچھے کہ کون؟ تو یوں مت کہو کہ ''میں ہوں'' بلکہ اپنا نام بتلاؤ کہ مثلاً زید ہے۔

مصافحہ ومعانقہ وقیام

(۶۸) مصافحہ کرنے سے دل صاف ہوجاتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔(۶۹) محبت سے معانقہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں البتہ بہ شہوت حرام ہے۔(۷۰) کسی بزرگ یا معزز آدمی کے آتے وقت تعظیماً کھڑے ہونے میں مضائقہ نہیں مگر اس کے بیٹھنے کے بعد بیٹھ جانا چاہئے۔

بیٹھنا، لیٹنا، چلنا

(۷۱) ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر اس طرح لیٹنا جس سے بے پردگی ہو ممنوع ہے، البتہ اگر بدن نہ کھلے تو مضائقہ نہیں۔(۷۲) بن ٹھن کر اتراتے ہوئے مت چلو۔(۷۳) چار زانو بیٹھنا اگر تکبر کی وجہ سے نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔(۷۴) اُلٹے مت لیٹو۔(۷۵) ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہیں شاید لڑھک کر گر پڑو۔(۷۶) کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں مت بیٹھو۔(۷۷) عورت کسی ضرورت سے باہر نکلے تو سڑک کے کنارہ کنارہ چلے بیچ میں نہ چلے۔

آداب مجلس

(۷۸) بے ضرورت لب سڑک مت بیٹھو اور اگر بضرورت سرراہ بیٹھنا ہو تو اان امور کا لحاظ رکھو، نامحرم کو مت دیکھو، کسی راہ چلنے والے کو تکلیف مت دو، نہ اس کا راستہ تنگ کرو، جو شخص سلام کرے اس کا جواب دو، نیک بات بتلاتے رہو بری بات سے منع کرتے رہو، اگر کسی پر ظلم ہوتا دیکھو اٹھ کر مدد کرو، کوئی راہ بھٹک گیا ہو تو اس کو راہ بتلا دو، اگر کسی کو اسباب لادنے میں مدد کی ضرورت ہو تو اس کی مدد کرو۔(۷۹) کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود اس کی جگہ مت بیٹھو۔ (۸۰) جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا جاوے اور پھر جلدی واپس آکر بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ جگہ اسی کا حق ہے، دوسرے شخص کو وہاں نہ بیٹھنا چاہئے۔(۸۱) صدر مجلس کو مناسب ہے کہ اگر کسی ضرورت سے مجلس سے اٹھنا ہو اور پھر آکر بیٹھنا منظور ہو تو اٹھتے وقت کوئی چیز ــــ رومال عمامہ وغیرہ ــــ وہاں چھوڑ دے تاکہ حاضرین کو معلوم ہوجائے۔(۸۲) جو دو شخص قصداً مجلس

میں ایک جگہ بیٹھے ہوں ان کے درمیان میں بلا ان کی اجازت کے مت بیٹھو۔(۸۳) جو شخص تم سے ملنے آئے تم کو چاہئے کہ ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ اگر چہ مجلس میں گنجائش ہو، کیوں کہ اس میں اس کا اکرام ہے۔(۸۴) نہ کسی کی پشت کی طرف بیٹھو نہ کسی کی طرف پشت کر کے بیٹھو۔ (۸۵) جب مجلس میں جاؤ جہاں جگہ ملے بیٹھ جاؤ یہ نہیں کہ تمام حلقے کو پھاند کر ممتاز جگہ پہنچو۔ (۸۶) چھینکنا راحت بخش چیز ہے، چھینکنے کے بعد الحمدللہ کہے، سننے والا یرحمک اللہ کہے۔ پھر چھینکنے والا اس کو کہے یھدیکم اللہ و یصلح بالکم۔(۸۷) جب کسی کو کثرت سے چھینک آنا شروع ہوں پھر یرحمک اللہ کہنا ضروری نہیں۔(۸۸) جب چھینک آوے تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لے اور پست آواز سے چھینک لے۔(۸۹) جمائی کو حتی الامکان روکنا چاہئے اور اگر نہ رکے تو منہ ڈھانک لینا چاہئے۔(۹۰) بہت زور سے مت ہنسو۔(۹۱) مجلس میں ناک بھویں چڑھا کر مت بیٹھو۔ حاضرین سے ہنستے بولتے رہو، ان میں ملے جلے رہو جس قسم کی باتیں ہوں ان میں شریک رہو بشرطیکہ خلاف شرع کوئی بات نہ ہو۔

آداب متفرقہ

(۹۲) مسلمان کے مسلمان پر یہ حقوق ہیں، جب ملے سلام کرو، پکارے تو جواب دو، دعوت کرے تو قبول کرو اور چھینکے تو یرحمک اللہ کہو، جب اس نے الحمد للہ کہا ہو، بیمار ہو جائے تو عیادت کرو، مر جائے تو اس کے جنازے کے ہمراہ جاؤ اور جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اس کے لئے پسند کرو۔(۹۳) اپنے گھر جا کر گھر والوں کو سلام کیا کرو۔(۹۴) اپنے چھوٹے بچوں سے پیار محبت کرنے میں بھی ثواب ہے۔(۹۵) دوسرے شخص کے کپڑے سے ہاتھ مت پوچھو البتہ اگر اس کو ناگوار نہ ہو تو مضائقہ نہیں،(۹۶) مجلس میں کسی کی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔(۹۷) جس سے ملو کشادہ روئی سے ملو بلکہ تبسم مناسب ہے تا کہ وہ خوش ہو جائے (۹۸) سب سے اچھا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے۔(۹۹) بچوں کا نہ ایسا نام رکھو جس میں فخر و دعویٰ پایا جائے نہ ایسا جس کے بُرے معنی ہوں۔(۱۰۰) بندۂ حسن، بندۂ حسین وغیرہ نام مت رکھو۔(۱۰۱) زمانے کو برا مت کہو کیونکہ زمانہ تو کچھ نہیں کرسکتا وہ بات نعوذ باللہ اللہ کی

طرف پہنچتی ہے۔(۱۰۲) افواہی باتوں کی حکایت کرتے وقت اکثر کہا جاتا ہے کہ لوگ یوں کہتے ہیں اور سننے والا اس کو معتبر خبر جانتا ہے اس لئے اس طرح کہنے سے ممانعت آئی ہے کہ لوگ یوں کہتے ہیں، غرض بلا سند بات نہ کہے۔(۱۰۳) فساق وفجار کے لئے زیادہ تعظیمی الفاظ مت کہو۔(۱۰۴) بُرا شعر تو برا ہی ہے مباح اشعار میں بھی اس قدر مشغولی بری ہے جس سے دین ودنیا کی ضروریات میں حرج ہونے لگے اور اسی کی دھن ہو جائے۔(۱۰۵) باتیں بہت تکلف سے چبا چبا کر مت کہو۔ نہ کلام میں زیادہ مبالغہ کرو۔(۱۰۶) اپنے وعظ پر خود عمل نہ کرنے کا بڑا وبال ہے۔(۱۰۷) کلام میں توسط کا لحاظ رکھو نہ اس قدر طول کرو کہ لوگ گھبر اجائیں نہ اس قدر اختصار کہ مطلب بھی سمجھ میں نہ آئے۔(۱۰۸) جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اس کی آواز پڑے اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے روبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب رکھے کیوں کہ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔(۱۰۹) گانے بجانے کا شغل قلب کو خراب کر دیتا ہے کیوں کہ طبیعتوں میں خباثت غالب ہے اور گانے بجانے سے یہ خباثت اور بڑھ جاتی ہے۔

حفظ للسان (زبان کی حفاظت)

(۱۱۰) بعض اوقات سرسری طور پر ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے کہ جہنم میں لے جاتی ہے جب سوچ کر بولو گے اس آفت سے محفوظ رہو گے۔(۱۱۱) گالیاں بکنا فاسقوں کا کام ہے (۱۱۲) کسی کو فاسق، کافر، ملعون، خدا کا دشمن، بے ایمان مت کہو اگر وہ شخص ایسا نہ ہوگا تو یہ سب چیزیں لوٹ کر کہنے والے پر پڑیں گی، اسی طرح یہ کہنا کہ فلانے پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کا غضب پڑے، یا دوزخ نصیب ہو، خواہ کسی آدمی کو کہا جائے یا جانور کو یا کسی بے جان چیز کو۔(۱۱۳) اگر کوئی تم کو سخت کلمہ کہے اسی قدر تم بھی کہہ سکتے ہو، اور زیادتی کرنے میں پھر تم گنہگار ہو گے۔(۱۱۴) اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے لوگوں میں بڑی غفلت ہے گناہوں پر بڑی جرأت ہے، وغیرہ اگر یہ بات لوگوں پر رحم کھا کر کہی جائے تو مضائقہ نہیں اور اگر خود پسندی وخود بینی کے طور کہی جائے تو یہ شخص ہی اس الزام کا مورد ہے جو

اوروں پر عائد کر رہا ہے۔(۱۱۵) دو رُو یہ پن کبھی مت کرو کہ جیسوں میں گئے ویسے ہی باتیں بنانے لگے بقول شخصے جمنا پر گئے جمنا داس، گنگا پر گئے گنگا داس۔(۱۱۶) چغل خوری ہرگز مت کرو۔(۱۱۷) سچ بولو، جھوٹ ہرگز مت بولو، البتہ دو شخصوں میں مصالحت کرانے کے لئے جھوٹ بولنے کا مضائقہ نہیں۔(۱۱۸) کسی کے منہ پر خوشامد سے اس کی تعریف مت کرو، اسی طرح اگر غائبانہ بھی تعریف کرنا ہو تو اس میں یقینی دعویٰ مت کرو، کیونکہ حقیقت حال تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، بلکہ یوں کہو کہ میرے علم میں فلاں شخص ایسا ہے اور یہ بھی اس وقت کہو جب اس کو اپنے علم میں ویسا سمجھتے بھی ہو۔(۱۱۹) غیبت کبھی مت کرو، اس سے علاوہ گناہ کے طرح طرح کے دنیوی فساد پیدا ہوتے ہیں اور حقیقت غیبت کی یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو ناگوار ہو، اگرچہ وہ بات اس کے اندر موجود ہی ہو، اگر وہ بات اس میں نہیں ہے تو وہ غیبت سے بھی بڑھ کر بہتان ہے۔(۱۲۰) اگر اتفاقاً غلبہ نفس وشیطان سے کوئی معصیت سرزد ہو جائے تو اس کو گاتے مت پھیرو۔(۱۲۱) بحث ومباحثہ میں کسی سے مت الجھو۔ جب دیکھو کہ مخاطب حق بات نہیں مانتا تو خاموش ہو جاؤ اور بےضرورت بحث کرنا تو بہت ہی بری بات ہے۔(۱۲۲) محض لوگوں کے ہنسانے کے لئے جھوٹی باتیں بنانے کی عادت مت ڈالو۔(۱۲۳) جس کلام سے نہ کوئی دنیوی فائدہ ہو نہ دینی اس کو زبان سے مت نکالو (۱۲۴) اگر کسی شخص سے کوئی خطا گناہ ہو جائے اس کو دلسوزی سے نصیحت کرنا تو اچھی بات ہے مگر محض اس کی تحقیر کی غرض سے اس کو ملامت کرنا، عار دلانا بری بات ہے، ڈرنا چاہیئے کہیں ہم خود اسی بلا میں نہ مبتلا ہو جائیں۔(۱۲۵) غیبت جیسے زبان سے ہوتی ہے اسی طرح کسی کی نقل اُتارنے سے بھی ہوتی ہے بلکہ یہ زیادہ قبیح ہے، مثلاً آنکھ دبا کر دیکھنا، لنگڑا کر چلنا۔(۱۲۶) زیادہ مت ہنسو اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے، یعنی اس میں قساوت وغفلت آجاتی ہے اور چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے۔(۱۲۷) جس شخص کی غیبت ہو گئی ہو اور اس سے کسی وجہ سے معاف کرانا دشوار ہو تو آخری درجے میں اس کا علاج یہ ہے کہ اس شخص کے لئے اور اس کے ساتھ اپنے لئے استغفار کرتے رہو۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ (۱۲۸) جھوٹا وعدہ مت کرو حتیٰ کہ

بچے کے بہلانے کو بھی جھوٹ مت کہو کہ تجھ کو مٹھائی دیں گے، بسکٹ دیں گے، اگر کہو تو دینے کی نیت رکھو۔ (۱۲۹) کسی کا دل خوش کرنے کے لئے خوش طبعی کرنے میں مضائقہ نہیں مگر اس میں دو امر کا لحاظ رکھو، ایک یہ کہ جھوٹ نہ بولو، دوسرے یہ کہ اس شخص کا دل آزردہ مت کرو، یعنی اگر وہ برا مانتا ہے تو ہنسی مت کرو۔ (۱۳۰) حسب نسب یا اور کسی کمال پر شانمت بگھارو۔

حقوق و خدمت خلق

(۱۳۱) ماں باپ کی خدمت کرو، گو وہ کافر ہی ہوں اور ان کی اطاعت بھی کرو جب تک کہ خدا اور رسول کے خلاف نہ کہیں۔ (۱۳۲) کسی کے ماں باپ کو برا کہنا جس کے جواب میں وہ اس کے ماں باپ کو برا کہے گویا خود اپنے ماں باپ کو برا کہنا ہے۔ (۱۳۳) والدین کی خدمت کا یہ بھی تتمہ سمجھنا چاہئے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے ملنے والوں سے سلوک و احسان کیا جائے۔ (۱۳۴) اعزہ و اقارب سے اچھا سلوک کرو اگرچہ وہ تم سے بدسلوکی کریں۔ (۱۳۵) ادائے حقوق کے لئے اپنے رشتہ داروں کی تحقیق کرلو۔ (۱۳۶) خالہ کا حق بھی مثل ماں کے ہے۔ (۱۳۷) اگر ماں باپ ناخوش مر گئے ہوں تو ان کے لئے ہمیشہ استغفار کرتے ہو، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ان کو رضامند کر دیں گے۔ (۱۳۸) چچا کا حق مثل باپ کے ہے۔ (۱۳۹) بڑے بھائی کا حق مثل باپ کے ہے۔ (۱۴۰) یوں تو اولاد کی پرورش کا ثواب ہی ہے، مگر لڑکیوں کی پرورش کی زیادہ فضیلت ہے۔ (۱۴۱) جو کما کما کر بیواؤں اور غریبوں کی خبر گیری کرے اس کو جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (۱۴۲) یتیم خواہ اپنا ہو یا غیر کا ہو اس کی کفالت سے جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت نصیب ہو گی۔ (۱۴۳) اولاد کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو علم و لیاقت سکھلاؤ۔ (۱۴۴) پڑوسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دو بلکہ جس قدر ہو سکے اس کو نفع پہونچاؤ۔ (۱۴۵) ایک دوسرے کی ہر طرح ہمدردی کرتے رہنا چاہئے۔ (۱۴۶) حاجت مندوں کے کام بنانے میں حتی الامکان کوشش کرو اگر خود استطاعت نہ ہو کسی سے سفارش ہی کرا دو بشرطیکہ جس شخص سے سفارش کرتے ہو اس کو کوئی ضرر یا تکلیف نہ ہو۔ (۱۴۷) ظالم کی خیر خواہی اس طرح کرو کہ اس کو ظلم سے باز رکھو اور مظلوم کی نصرت تو بہت ہی ضروری ہے۔

(۱۴۸) کسی کا عیب دیکھو تو حتی الامکان اس کی چھپاؤ۔ (۱۴۹) کسی کو سختی تنگی میں مبتلا دیکھو تو حتی الامکان اس کی مدد کرو۔ (۱۵۰) کسی کو حقیر مت سمجھو، کسی کی جان و مال و آبرو کا نقصان مت گوارا کرو۔ (۱۵۱) کسی کو دکھ مت دو۔ (۱۵۲) جو بات اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسرے کے لئے پسند کرو۔ (۱۵۳) جس جگہ صرف تین آدمی ہوں دو آدمی تیسرے سے علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں، وہ یہی سمجھے گا کہ میرے بارے میں کچھ کہتے سنتے ہوں گے اس سے اس کو رنج ہوگا۔ (۱۵۴) سب کی خیر خواہی کرو۔ (۱۵۵) مخلوق پر رحم و شفقت رکھو۔ (۱۵۶) چھوٹوں پر مہربانی بڑوں کی تعظیم کرو خصوصاً بوڑھوں کی۔ (۱۵۷) اگر تمہارے روبرو کسی کی غیبت ہوتی ہو تو حتی الامکان اس سے روکو اس کی طرف سے جواب دو۔ (۱۵۸) کسی میں کوئی عیب دیکھو تو نرمی کے ساتھ اس کو مطلع کر دو، ورنہ دوسرا شخص اس کو دیکھ کر رسوا کرے گا۔ (۱۵۹) اپنے دوستوں اور رفیقوں سے اچھی طرح پیش آؤ۔ (۱۶۰) ہر شخص کے رتبے کا خیال رکھ کر معاملہ کرو (۱۶۱) بڑی سنگ دلی کی بات ہے کہ تم پیٹ بھر کر کھاؤ، اور تمہارا پڑوسی بھوکا پڑا رہے۔ (۱۶۲) غرض کی دوستی بالکل ہیچ ہے، محض اللہ کے واسطے بے غرض دوستی و محبت رکھو۔ (۱۶۳) جس شخص سے تم کو محبت ہو اس کو بھی خبر کر دو اس سے اس کو بھی محبت ہو جاتی ہے اور اس کا نام و نشان و نسب بھی دریافت کر لو اس سے محبت اور بڑھ جاتی ہے۔ (۱۶۴) جس سے دوستی کرنا ہو اس کا دین اور افکار و خیالات پہلے دریافت کر لو ورنہ صحبت کے اثر سے تم بھی بگڑ جاؤ گے۔ (۱۶۵) اگر اتفاقاً کسی سے رنجش ہو جائے تو تین دن تک غصہ ختم کر دو پھر اس سے مِل لو، تین دن سے زیادہ بول چال چھوڑ دینا گناہ ہے اور جو پہلے ملاقات کرے گا اس کو زیادہ ثواب ملے گا۔ (۱۶۶) کسی پر بدگمانی مت کرو، حرصا حرصی مت کرو سب بھائی بن کر رہو۔ (۱۶۷) اگر دو شخصوں میں رنجش ہو جاوے تو اصلاح کر دیا کرو۔ (۱۶۸) اگر تم سے کوئی معذرت کرے اور معافی چاہے اس کا قصور معاف کر دو۔ (۱۶۹) جو کام کرو سوچ سمجھ کر انجام دیکھ کر اطمینان سے کرو، جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں مگر اچھے کاموں میں جلدی کرنا چاہیئے۔ (۱۷۰) عقلمند اس کو سمجھو جو تجربہ کار ہو۔ (۱۷۱) ہر امر میں اعتدال ملحوظ رکھو۔ (۱۷۲) تم سے کوئی مشورہ لے وہی صلاح دو جس کو

اپنے نزدیک بہتر سمجھتے ہو۔(۱۷۳) کفایت اور انتظام سے خرچ کرنا گویا آدھی معاش ہے، لوگوں کی نظروں میں محبوب رہنا گویا نصف عقل ہے اور اچھی طرح کسی بات کا دریافت کرنا گویا نصف علم ہے۔(۱۷۴) لوگوں سے نرمی وخوش خلقی سے پیش آؤ۔(۱۷۵) لوگوں سے ملنا اور ان کے کام آنا اور ان کی ایذا پر صبر کرنا اس سے بہتر ہے کہ گوشۂ عافیت میں جان بچا کر بیٹھ رہے اور کسی کے کام نہ آئے البتہ اگر نفس کو بالکل برداشت نہ ہو تو الگ بات ہے۔(۱۷۶) غصے کو جہاں تک ہو سکے روکو۔(۱۷۷) تواضع سے رہو تکبر ہرگز مت کرو۔(۱۷۸) لوگوں سے اپنا کہا سنا لیا دیا معاف کرالیا کرو ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہوگی۔(۱۷۹) دوسروں کو بھی نیک کام بتلاتے رہو، بری باتوں سے منع کرتے رہو، البتہ اگر بالکل قبول کرنے کی امید نہ ہو یا اندیشہ ہو کہ یہ ایذا پہنچائے گا تو سکوت جائز ہے مگر دل سے بری بات کو برا سمجھتے رہو۔

كتابُ المعاشرة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادب (۱) جب کسی کے پاس ملنے یا کچھ کہنے جاؤ اور اس کو کسی مصروفیت کی وجہ سے ملنے کی فرصت نہ ہو، مثلاً قرآن مجید کی تلاوت کر رہا ہے یا وظیفہ پڑھ رہا ہے یا قصداً اکیلے میں بیٹھا کچھ لکھ رہا ہے یا سونے جارہا ہو، یا اندازے سے اور کوئی ایسی حالت معلوم ہو جس سے پتہ چلے کہ اس شخص کی طرف متوجہ ہونے سے اس کا حرج ہوگا یا اس کو گرانی و پریشانی ہوگی تو ایسے وقت میں اس سے سلام کلام مت کرو، یا تو واپس چلے جاؤ یا اگر بہت ہی ضروری بات ہو تو اس سے پہلے پوچھ لو کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، پھر اجازت کے بعد کہہ دو، اس سے تنگی نہیں ہوتی یا پھر فرصت کا انتظار کرلو، جب اس کو فارغ دیکھو تب مل لو۔

ادب (۲) جب کسی کے انتظار میں بیٹھنا ہو تو ایسے موقع پر اور اس طریقے سے مت بیٹھو کہ اس شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ تم اس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے خواہ مخواہ اس کا دل تشویش میں پڑ جاتا ہے اور اس کی یکسوئی میں خلل پڑتا ہے، بلکہ ذرا دور اور نگاہوں سے پوشیدہ ہو کر بیٹھو۔

ادب (۳) کسی سے ایسے وقت مصافحہ مت کرو کہ اس کے ہاتھ دوسرے کام میں مشغول ہوں کیوں کہ ہاتھ خالی کرنے میں اس کو دشواری ہوگی، بلکہ سلام پر کفایت کرو، اسی طرح مشغولی کے وقت میں بیٹھنے کے لئے اجازت کا انتظار مت کرو بلکہ خود ہی بیٹھ جاؤ۔

ادب (۴) بعضے آدمی صاف بات نہیں کہتے، تکلف کے الفاظ استعمال کرنے کو ادب سمجھتے ہیں، اس سے بعض اوقات مخاطب بات نہیں سمجھ پاتا یا غلط سمجھتا ہے جس سے فی الحال یا انجامِ کار پریشانی ہوتی ہے، بات بہت واضح کہنا چاہئے۔

ادب (۵) بعضے آدمی بلا ضرورت دوسرے شخص کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ جاتے ہیں، اس

سے دل اُلجھتا ہے یا کسی کی پیٹھ کے پیچھے نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں، سو اگر وہ اپنی جگہ سے اٹھنا چاہے تو پیچھے والے کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتا اور مجبور ہو جاتا ہے جس سے تنگی ہوتی ہے، اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

ادب (۶) بعضے آدمی مسجد میں ایسی جگہ نیت باندھتے ہیں کہ گزرنے والوں کا راستہ بند ہو جاتا ہے مثلاً دروازے کے سامنے یا مشرقی دیوار سے بالکل مل کر کھڑے ہو جاتے ہیں نہ پشت کی طرف سے نکلنے کی گنجائش رہتی ہے اور نہ سامنے سے گذر سکتا ہے کیوں کہ گناہ ہے، سو ایسا نہ کرنا چاہیئے بلکہ دیوار قبلہ کے قریب ایک کنارے میں نماز پڑھ لے۔

ادب (۷) کسی کے پاس جاؤ تو سلام سے یا کلام سے یا روبرو بیٹھنے سے غرض کسی طرح سے اس کو اپنے آنے کی خبر دے دو اور بدون اطلاع کے آڑ میں ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اس کو تمہارے آنے کی خبر نہ ہو کیونکہ شاید وہ کوئی ایسی بات کرنا چاہے جو تمہارے سامنے کرنے کی نہ ہو تو بدون اس کی رضا کے اس کے راز سے واقف ہونا بُری بات ہے، بلکہ اگر کسی بات کے وقت یہ احتمال ہو کہ بے خبری کے گمان میں کچھ بات ہو رہی ہے تو تم فوراً وہاں سے ہٹ جاؤ یا اگر تم کو سوتا سمجھ کر کوئی ایسی بات کرنے لگے تو فوراً اپنا بیدار ہونا ظاہر کر دو، البتہ اگر تمہیں یا کسی اور مسلمان کو نقصان پہنچانے کی کوئی بات ہو رہی ہو تو اس طرح سن لینا درست ہے تاکہ ضرر سے حفاظت ممکن ہو۔

ادب (۸) کسی ایسے شخص سے کوئی چیز مت مانگو جس کے بارے میں یقین ہو کہ وہ باوجود دینا نہ چاہنے کے بھی انکار نہ کر سکے گا، اگرچہ بطور قرض یا ہاتھ بدل ہی کیوں نہ مانگنا ہو، البتہ اگر یقین ہو کہ ہمارے مانگنے سے اس کو گرانی ہی نہ ہوگی یا اگر گرانی ہوئی تب بھی آزادی سے عذر کر دے گا تو پھر کوئی مضائقہ نہیں، اور یہی تفصیل کسی سے کام لینے میں، اسی طرح کوئی فرمائش کرنے میں، کسی سے کسی کی سفارش کرنے میں بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے، آج کل ان باتوں میں غور نہیں کیا جاتا جس سے ایک دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے۔

ادب (۹) اگر کسی بزرگ کا جوتا اٹھانا چاہو تو جس وقت وہ پاؤں سے نکال رہے ہوں

اس وقت ہاتھ میں مت لو، اس سے بعض اوقات وہ آدمی گر پڑتا ہے، چھوڑ دینے کے بعد اُٹھاؤ، پھر جب وہ نکلنے لگے تو فکر سے فوراً لاکر دو تاکہ اسے ڈھونڈنے یا انتظار کرنے کی تکلیف نہ ہو۔

ادب (۱۰) بعض اوقات بعض خدمت دوسرے سے لینا پسند نہیں ہوتا سو ایسی خدمت پر اصرار نہ کرنا چاہئے کیوں کہ اس سے بڑوں کو تکلیف ہوتی ہے، یہ بات کہ کونسی خدمت لینا اس کو پسند نہیں ہے وہ یا تو ان کی صریح ممانعت سے یا قرائن سے معلوم ہوجاتی ہے، ذرا دھیان دو گے تو اندازہ ہوجائے گا۔

ادب (۱۱) کسی کے پاس بیٹھنا ہو تو نہ اس قدر مل کر بیٹھو کہ اس کا دل گھبرانے لگے اور نہ اس قدر فاصلے سے بیٹھو کہ بات چیت کرنے میں تکلیف ہو، بلکہ مناسب فاصلے پر رہنا چاہیئے۔

ادب (۱۲) مشغول آدمی کے پاس بیٹھ کر اس کو مسلسل دیکھتے مت رہو کیوں کہ اس سے دل بٹتا ہے اور دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے بلکہ خود اس کی طرف متوجہ ہو کر بھی مت بیٹھو، ہاں وہ تم سے بات کر رہا ہو تو اس کی طرف دیکھو اور توجہ سے سنو۔

ادب (۱۳) اگر کسی کے ہاں مہمان جاؤ اور تم کو کھانا کھانا نہیں ہے، — خواہ اس وجہ سے کہ کھا چکے ہو یا روزہ ہو یا کسی اور وجہ سے کھانے کا ارادہ نہ ہو — تو جاتے ہی ان کو اطلاع کر دو کہ میں اس وقت کھانا نہیں کھاؤں گا، ایسا نہ ہو کہ وہ انتظام کرے اور انتظام میں اس کو مشکل بھی ہو پھر کھانے کے وقت بتلاؤ گے تو اس کا یہ سب اہتمام وطعام ضائع ہوجائے گا، اور اس کو افسوس ہوگا۔

ادب (۱۴) اسی طرح مہمان کو چاہئے کہ کسی اور کی دعوت میزبان سے اجازت حاصل کئے بغیر قبول نہ کرے، اس میں بھی وہی مصلحت ہے کہ اس کا انتظام اور طعام رائے گاں نہ ہوگا۔

ادب (۱۵) اسی طرح مہمان کو چاہئے کہ اگر کہیں جانا ہو تو میزبان کو اطلاع کر کے جائے تاکہ اس کو کھانے کے وقت تلاش کرنے میں پریشانی نہ ہو۔

ادب (۱۶) جس کام سے کسی کے پاس جائے تو موقع پا کر فوراً اپنی بات کہہ دے، انتظار نہ کرائے، بعضے آدمی پوچھنے پر تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ صرف ملنے آیا ہوں، جب وہ بے فکر ہوگیا اور موقع بھی نہ رہا، تب کہتے ہیں کہ مجھے کچھ کہنا ہے تو اس سے بہت اذیت ہوتی ہے۔

ادب (۱۷) اسی طرح جب بھی کسی سے بات کرنا ہو تو سامنے آ کر بات کرے پیچھے سے بات کرنے سے الجھن ہوتی ہے، اور ایسا کرنا بے تہذیبی کی بات ہے۔

ادب (۱۸) جو چیز کئی لوگوں کے استعمال میں آتی ہے تو جو بھی اس کو اٹھا کر کام لے تو کام ہو جانے کے بعد جس جگہ سے اٹھائی تھی وہیں پر رکھ دے، اس کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے، اِدھر اُدھر رکھ دینے سے دوسروں کو تلاش کرنے کی زحمت ہوتی ہے جو بُری بات ہے۔

ادب (۱۹) کسی کا خط ــــ جو تمہیں نہ لکھا گیا ہو ــــ مت پڑھو، نہ حاضرانہ جیسے لکھتے وقت اور نہ غائبانہ یعنی کسی کے پاس سے لے کر۔ (آج کل دوسروں کے فونوں میں مسیجس دیکھنا بھی اسی میں شامل ہے، لکھتے وقت دیکھے، نہ بعد میں پڑھے، نہ کسی کے ہاں آئے ہوئے مسیجس بغیر اس کی اجازت کے دیکھے، یہ سب گناہ کی باتیں ہیں اور ان سے جھگڑے بھی ہو جاتے ہیں۔)

ادب (۲۰) اسی طرح کسی کے کاغذات رکھے ہوئے ہوں، ان کو اُٹھا کر مت دیکھو، شاید وہ شخص یہ کاغذات تمہیں نہ دکھانا چاہتا ہو، خواہ وہ چُھپا ہوا ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ بعض دفعہ آدمی اس کو پسند نہیں کرتا کہ ان کاغذات کی معلومات دوسروں کے علم میں آئیں۔

ادب (۲۱) جو شخص کھانے کے لئے بلایا گیا ہو اس کے ساتھ اس مقام تک مت جاؤ کیوں کہ صاحب خانہ شرما کر تم کو بھی کھانے کے لئے کہے گا، ہوسکتا ہے کہ دل اندر سے نہ چاہتا ہوگا، اگر تم جلدی سے قبول کر لیتے ہو تو صاحب خانہ کی بلا رضا کھانا کھاؤ گے اور اگر قبول نہ کرو گے تو صاحب خانہ شرمندہ ہوگا، بہ ہر صورت اس میں دوسرے کی تکلیف ہے، اس لئے جانا ہی نہ چاہیئے یا راستے سے لوٹ جانا چاہیئے۔

ادب (۲۲) جب کسی شخص کے سامنے کوئی ضرورت پیش کرنا ہو جس کا پہلے بھی ذکر

کر چکا ہوتو دوبارہ پیش کرنے کے وقت بھی پوری بات کہنا چاہئے، پہلی بات کے بھروسے پر ناتمام بات نہ کہے ممکن ہے اس کو پہلی بات یاد نہ رہی ہو اور غلط سمجھ جائے یا نہ سمجھنے سے پریشان ہو۔

ادب (۲۳) بعض آدمی کسی کے پیچھے بیٹھ کر کھنکارا کرتے ہیں تا کہ کھنکارنے کی آواز سن کر یہ شخص ہم کو دیکھے اور پھر ہم سے بات کرے، سو اس حرکت سے سخت تکلیف ہوتی ہے، اس سے تو یہ بہتر ہے کہ سامنے آ بیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو، کہہ دے، اور مشغول آدمی کے ساتھ تو ایسا بھی جب ہی کرے کہ سخت ضرورت کی بات ہو ورنہ یہی بہتر ہے کہ اس کے فارغ ہونے تک ایسی جگہ بیٹھ جائے جس سے اس کو آنے کی اطلاع بھی نہ ہو، ورنہ اس سے بھی کبھی وہ پریشان ہو جاتا ہے۔

ادب (۲۴) جو آدمی تیزی کے ساتھ جا رہا ہو راستے میں اس کو مصافحہ کے لئے مت روکو، شاید اس کا کوئی حرج ہو، اسی طرح ایسے وقت میں روک کے بات بھی مت کرو۔

ادب (۲۵) بعضے آدمی مجلس میں پہونچ کر سب سے الگ الگ مصافحہ کرتے ہیں، اگر چہ سب سے تعارف بھی نہ ہو، اس میں بہت وقت صرف ہوتا ہے اور سب سے مصافحہ ختم ہونے تک تمام مجلس مشغول اور پریشان رہتی ہے، مناسب یہ ہے کہ جس سے ملنے کے لئے آئے ہو صرف اس سے مصافحہ کر لے، البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو مضائقہ نہیں، بشرطے کہ پہلے سے کوئی بات نہ چل رہی ہو۔

ادب (۲۶) اگر کسی بزرگ یا اپنے خاص تعلق والے آدمی سے کوئی فرمائش کرنا ہو مثلاً کچھ تعاون یا تبرُّک لینا ہو تو موقع محل اور اس کی گنجائش کا لحاظ کر کے کرو، اچانک نکلتے وقت مت ذکر کرو، یا اس کی مشغولی میں خلل مت کرو، اس کی سب سے آسان صورت یہ ہے کہ اپنی کوئی چیز اس کو تبرکاً استعمال کرنے کے لئے دے کر واپس لے لو۔

ادب (۲۷) بعض لوگ تھوڑی بات زور سے کہتے ہیں اور تھوڑی بات اتنا آہستہ کہ سنائی بھی نہ دے، یا کم سنائی دے، دونوں صورتوں میں ممکن ہے کہ سننے والے کو غلط فہمی یا اُلجھن پیدا ہو جائے، دونوں کا نتیجہ ناگوار صورت میں ظاہر ہوگا، بات ہمیشہ صاف صاف کہنا چاہئے۔

ادب (۲۸) کسی کی بھی بات کو اچھی طرح توجہ سے سننا چاہئے، اور اگر کچھ شبہ رہ جائے تو بولنے والے سے دوبارہ تحقیق کرلے نا چاہئے، بے سمجھے اپنی عقل سے عمل نہ کرنا چاہیئے بعض اوقات بے سمجھے عمل کرنے سے بولنے والے کو اذیت ہوتی ہے۔

ادب (۲۹) بڑے اگر کوئی کام بتلائیں تو اس کو پورا کر کے اطلاع ضرور دینا چاہئے اکثر اوقات وہ انتظار میں رہتا ہے، بروقت اطلاع نہ ملنے سے پریشانی ہوتی ہے۔

ادب (۳۰) کہیں مہمان بن کر جائیں تو وہاں کے انتظامات میں مہمان ہونے کی حیثیت سے ہرگز دخل نہ دیں البتہ اگر میزبان خود کوئی کام آپ کے سُپرد کرے تو اس کام کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ادب (۳۱) جب اپنے بڑوں کے ساتھ ہوں تو بدون ان کی اجازت کے مستقل کوئی کام نہ کرنا چاہئے، یعنی کوئی نیا کام کرنا ہو تو معلوم کر کے کرے یا کم از کم اطلاع دے دے، معمول کے کام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ادب (۳۲) بڑے اگر کوئی سوال کریں اس کا جواب دینا چاہیئے، مثلاً اگر یہ پوچھا جائے کہ کب واپسی ہے تو یہ مت کہو کہ جب آپ فرمائیں، بلکہ جو اپنا ارادہ ہے وہ بتلادو، اس کے بعد یہ کہہ سکتے ہو کہ میرا یہ ارادہ ہے پھر جیسے آپ فرمائیں، اس لئے کہ نئے آدمی کی مصلحت کا دوسرے کو کیا پتہ؟

ادب (۳۳) طالب علم کو چاہیئے کہ وہ اپنے کام میں مشغول رہے، دوسروں کے کاموں سے مطلب نہ رکھے، اس سے تعلیم کی یکسوئی متأثر ہوتی ہے، اگر کوئی کچھ کام بتائے تو ادب سے معذرت کردے۔

ادب (۳۴) جس کے پاس جاؤ اگر وہاں قیام کا ارادہ ہے تو پہلے ہی بتادو، تاکہ وہ قیام وطعام کا انتظام کردے، اپنا ارادہ ظاہر نہ کرنے سے دونوں کو دشواری ہوسکتی ہے۔

ادب (۳۵) اپنے ساتھیوں سے حکم دے کر کام نہیں لینا چاہیئے" بلکہ فرمائش کے انداز میں کام لے، مثلاً یہ کہنے کے بجائے کہ "پانی پلاؤ" یہ کہنا چاہیئے "ذرا پانی پلادیجئے"۔

ادب (۳۶) ہدیہ کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہوتو ہدیہ نہ دے اس سے اس درخواست کے قبول کرنے نہ کرنے کی آزادی متأثر ہوجاتی ہے، اسی طرح سفر میں ایسی چیزیں ہدیہ نہ دینی چاہیئے کہ جس کا لے جانا زحمت ہوجائے، اگر ایسا ہی دینے کا شوق ہوتو اس کے گھر پہونچادے۔

ادب (۳۷) پہلی ملاقات میں کسی کی بدنی خدمت نہ کرے، نئے آدمیوں سے ایسی خدمت لینا سخت بار معلوم ہوتا ہے، پہلے بے تکلفی پیدا کرلے، پھر مضائقہ نہیں۔

ادب (۳۸) اگر مجلس میں کوئی گفتگو چل رہی ہوتو آنے والے کو چاہئے کہ خاموشی سے آکر بیٹھ جائے خواہ مخواہ سلام کرکے اپنی طرف متوجہ کرنا اور سلسلۂ گفتگو کو متأثر کرنا مناسب نہیں ہے، پھر جب موقع ملے تو سلام مصافحہ کرسکتا ہے۔

ادب (۳۹) میزبان کو چاہیئے کہ مہمان کو کھانے اور ٹھیرنے پر زیادہ اصرار نہ کرے، اس کی مصلحت کو مقدم رکھے۔

ادب (۴۰) اگر کسی نے اپنا جوتا یا سامان کسی جگہ رکھا ہے تو اُسے اُٹھا کر اپنا جوتا یا یاسامان نہ رکھے، اس سے اس شخص کو اپنی چیز تلاش کرنے میں زحمت ہوتی ہے۔

ادب (۴۱) جو بات بھی کہنی ہو اس کی زیادہ تمہید نہ باندھے، سیدھے سے اپنی بات صاف صاف کہہ دے، بڑوں کے سامنے تکلف وتمہید سے بات کرنا گرانی کا سبب ہوتا ہے۔ اسی طرح بلاضرورت دوسروں کو واسطہ نہ بنائے، اپنی بات خود آکر کہے۔

ادب (۴۲) اگر کسی نے کوئی چیز ہدیہ دی تو اس کے سامنے ہی کسی اور کو دے دینا یا خیرات کردینا نہیں چاہیئے، اس سے ہدئے کی اور ہدیہ دینے والے کی ناقدری معلوم ہوتی ہے، ہاں بعد میں دے دینے میں کوئی حرج نہیں۔

ادب (۴۳) اپنے بزرگ کے ساتھ اگر ان کے بعض تعلق والوں کی بھی دعوت کرے تو خود ان سے نہ کہے کہ فلاں کو بھی لیتے آیئے، کیوں کہ بعض اوقات یاد نہیں رہتا، نیز اپنا کام ان سے لینا خلافِ ادب بھی ہے، بلکہ اُن بزرگ سے اجازت لے کر اس متعلق سے خود کہے

دے، پھراس متعلق کوبھی چاہئے کہ اپنے بزرگ سے پوچھ کومنظور کرے۔

ادب (۴۴) بعض لوگ تعویذ وغیرہ کی درخواست کرتے ہیں مگر وجہ نہیں بتلاتے، پوچھنے پر بولتے ہیں، یہ بھی بے ادبی ہے، خود ہی بتلادینا چاہیئے۔

ادب (۴۵) آج کل سفارش جس طرح کی جاتی ہے وہ ایک طرح کا جبر اور زبردستی ہوتی ہے جو کہ شرعاً جائز بھی نہیں ہے، کسی کی سفارش کرنا ہے تو اس طرح کرو کہ اس کی آزادی متاثر نہ ہو، وہ اگر مناسب سمجھے تو وہ کام کردے اور نہ مناسب سمجھے تو مجبور نہ ہو۔

ادب (۴۶) جب تم سے کوئی بات کر رہا ہو تو بے توجہی سے مت سنو اس سے کہنے والے کا دل رنجیدہ ہوتا ہے، بالخصوص جب کہ وہ کہنے والا تمہاری ہی مصلحت سے کوئی بات کہہ رہا ہو، یا تمہارے ہی سوال کا جواب دے رہا ہو، بالخصوص تمہارے جو بڑے بزرگ استاد وغیرہ ہوں تو ان کے ساتھ ہرگز ایسا نہ کرے۔

ادب (۴۷) کسی کے سامنے تم نے دینی یا دنیوی کوئی حاجت رکھی ہو اگر وہ تم سے اس کے بارے میں تفصیل معلوم کرے تو گول مول جواب مت دو، یا ایسی ہیر پھیر نہ کرو جس سے اس کو کوئی غلط فہمی یا الجھن پیدا ہو جائے اور خواہ مخواہ بار بار پوچھنا پڑے جس سے وقت ضائع ہو، جب وہ تمہاری ہی مصلحت سے کچھ دریافت کر رہا ہے تو سیدھے سیدھے جواب دینا چاہیئے، اور اگر اس سے اتنی ہی راز داری برتنی تھی تو اس سامنے اپنی حاجت رکھی ہی کیوں؟

ادب (۴۸) تجربے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ کام کرنے والے آدمی کے پاس بے کار بیٹھنا اس کے دل کو تشویش میں ڈالتا ہے اور اس کے لئے کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے، بالخصوص جب کہ اس کو بیٹھا تکتا بھی رہے، اس لئے ایسی غلطی نہیں کرنی چاہیئے۔

ادب (۴۹) چھت سے پانی گرنے کے لئے جو پرنالے سڑک پر چھوڑے جاتے ہیں وہ عام طور سے بارش کا پانی گرنے کے لئے چھوڑے جاتے ہیں، دوسرے اوقات میں ان میں پانی چھوڑنے سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، اس لئے احتیاط کرنا چاہیئے، چاہے لوگ اعتراض بھی نہ کریں۔

ادب (۵۰) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنی دیر مت بیٹھو یا اتنی باتیں نہ کرو کہ وہ تنگ ہو جائے یا اس کے کاموں میں حرج ہونے لگے۔

ادب (۵۱) جب تم سے کوئی کسی کام کے لئے کہے تو سُن کر جواب میں ہاں یا نہیں کچھ کہہ دینا چاہیئے، تا کہ کہنے والے کو یکسوئی ہو جائے ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو یہ سمجھے کہ تم نے سُن لیا ہے اور تم نے نہ سنا ہو، یا وہ تو یہ سمجھے کہ یہ کام تم کرو گے حالاں کہ تمہارا ارادہ نہ ہو، ایسی صورت میں دوسرا شخص بے چارہ ناحق تم پر بھروسہ کر کے رہ جائے گا، اس لئے صاف جواب دے دینا چاہیئے۔

ادب (۵۲) جہاں لوگ بیٹھے ہوں، وہاں کھنکارنا، تھوکنا، ناک صاف کرنا بُری بات ہے، ضرورت محسوس ہو تو ذرا علاحدہ ہو کر یا دور جا کر ضرورت پوری کر لینا چاہیئے۔

ادب (۵۳) کھانا کھاتے وقت ایسی چیزوں کا نام مت لو جن سے گھن ہوتی ہے، بعض نازک مزاجوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور کھانا کھانا مشکل ہو جاتا ہے۔

ادب (۵۴) بیمار کے سامنے اسی طرح اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جن سے نا اُمیدی اور مایوسی پیدا ہو جائے، ناحق کسی کا دل مت توڑو بلکہ تسلی اور ہمت افزائی کی بات کرو۔

ادب (۵۵) بدن اور کپڑوں میں بدبو نہ ہونے دو، صاف ستھرے رہنے کا اہتمام کرو۔

ادب (۵۶) کسی کو پردے کے مقام پر پھوڑا پھنسی ہو جائے تو اس سے یہ نہ پوچھو کہ کہاں ہے؟ اُسے اظہار کرنے میں شرمندگی محسوس ہوگی۔

ادب (۵۷) راستے میں چارپائی وغیرہ ڈال کر مت بیٹھو، لوگ بیٹھے ہوئے ہوں تو قریب میں جھاڑو مت لگاؤ، کسی کو کوئی چیز دینی ہے تو دور سے پھینک کر مت دو۔

ادب (۵۸) بچوں کو ہنسی کھیل میں بھی مت اُچھالو، خدانخواستہ چھوٹ کر گر جائے تو بہت نقصان ہوگا، اسی طرح کسی اونچی جگہ کھڑکی وغیرہ میں بھی مت بٹھاؤ کہ شائد گر پڑیں، نیز دروازے میں ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے مت دو کہیں دروازہ بند ہو جائے تو سخت تکلیف ہوگی، بچوں کے سامنے بے شرمی کی بات بھی نہ کرو۔

ادب (۵۹) مہمان کو چاہیئے کہ پیٹ بھر چکے تو برتن میں تھوڑا کھانا سالن رہنے دے، تاکہ گھر والوں کو پیٹ بھر کھالینے کا اطمینان ہوجائے، سب صاف کر کے بھیجو گے تو انہیں شرمندگی ہوگی کہ شاید کھانا کم پڑ گیا ہو اور پیٹ بھر نہ کھا سکے ہوں۔

چند متفرق آداب تھانوی تربیت کی روشنی میں

سب سے پہلے ایک واقعہ پڑھ لیجئے کہ ایک دفعہ حضرت محی السنہؒ کے والد حضرت محمود الحق صاحب (ایڈوکیٹ) نے ایک دفعہ حضرت تھانویؒ سے دریافت کیا کہ علماء اور مشائخ اور بھی ہیں مگر آپ جو ہر چھوٹی بڑی بات پر نظر رکھ کر ٹوکتے اور تنبیہ فرماتے رہتے ہیں وہ اور جگہ نظر نہیں آتا، اس کی وجہ کیا ہے؟ پھر حضرت کے جواب دینے سے قبل ہی انہوں نے کہا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ آپ تہذیب واخلاق اور حُسنِ معاشرت کی جن باتوں پر متوجہ کرتے رہتے ہیں خود آپ ان کا بہت اہتمام کرتے ہیں، اس لئے آپ کو اس بات کے بتانے پر جرأت ہوجاتی ہے۔ یہ بات حضرتؒ نے اپنے ملفوظات میں خود بیان فرمائی ہے۔

(۶۰) ایک شخص نے آٹا لاکر حضرتؒ کے سامنے رکھ دیا اور کچھ نہ بتایا، اس کی تنبیہ کے لئے آپ نے وہ آٹا واپس لے جانے کا حکم دیا اور فرمایا تمہیں یہ بتانا چاہیئے تھا کہ یہ آٹا مدرسے کے لئے لائے ہو یا میرے لئے، آئندہ جب تک خود سے اس کی وضاحت نہیں کرو گے تمہارا ہدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس واقعہ میں اس ادب کی تعلیم ہے کہ کسی صراحت کے بغیر کسی کے پاس کوئی چیز بہ طور ہدیہ نہیں رکھ دینا چاہیئے۔

(۶۱) ایک صاحب نے حضرت کے قلم دان میں کچھ رقم رکھ دی، جب حضرتؒ نے دیکھی تو تحقیق فرمائی کہ کس نے رکھی ہے، ان صاحب نے قبول کیا کہ میں نے رکھی تھی اور ہدیۃً رکھی تھی، اس پر حضرت نے انہیں تنبیہ فرمائی کہ ہدیہ دینے کا یہ طریقہ نہیں ہے یہ تو اچھی خاصی

تکلیف دینا ہے، پہلے تو مجھے آپ کو ڈھونڈنے میں اتنی زحمت ہوئی، پھر اگر مجھ سے پہلے کوئی اور آدمی اُٹھالیتا تو آپ تو یہ سمجھتے کہ میں نے فلاں کو ہدیہ دیا ہے مگر مجھے نہ کچھ ملتا نہ پتہ چلتا کہ فلاں صاحب نے ہدیہ دیا ہے، اور اگر چوری نہ ہوتا تب بھی چوں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کس نے رکھا؟ کیوں رکھا؟ اس لئے میں چند دن انتظار کرتا اور لُقطے کے حکم پر عمل کر دیتا، اس صورت میں بھی مجھے اس ہدیہ کا کوئی فائدہ نہ ہوتا، صحیح طریقہ یہ تھا کہ آپ تنہائی میں مجھے دیدیتے، تنہائی کا موقعہ نہ مل رہا تھا تو مجھ سے کہہ دیتے کہ تنہائی میں کچھ بات کرنی ہے، جب میں اس کا موقعہ دیتا تب دیدیتے۔

(۶۲) ایک مرتبہ حضرتؒ کو ایک کتاب کی ضرورت پڑی جو حضرت نے کسی استاذ کے پاس رکھوائی تھی، وہ استاذ موجود نہ تھے تو ان کی جگہ پر دکھلوایا، وہاں بھی نہ ملی تو حضرت خود دیکھنے کے لئے گئے، اچانک حضرت کی نظر ایک صاحب پر پڑی جو اس کتاب کو سر کے نیچے رکھ کر لیٹے دوسری کتاب پڑھ رہے تھے، اس پر حضرت نے انہیں تنبیہ فرمائی کہ اولاً تو دوسرے کی چیز بغیر اجازت لینا گناہ کی بات ہے دوسرے تمہاری اس غلطی کی وجہ سے کئی لوگوں کو تلاش کی زحمت ہوئی، آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا۔

(۶۳) ایک صاحب نے فجر سے قبل حوض کے لوٹے میں پانی بھر کر اس کے اوپر حضرت کی مسواک رکھ دی تھی، تا کہ جب حضرت گھر سے آئیں تو مسواک اٹھانے اور پانی لینے میں زحمت نہ ہو، اس دن حضرت باوضو تشریف لائے تھے تو سیدھے مسجد میں چلے گئے، اتفاق سے حضرت کی نظر لوٹے پر پڑ گئی تو آپ نے یہ کام کرنے والے تلاش کر کے بُلوایا، پھر انہیں تنبیہ فرمائی کہ اگر میرے یہاں آنے کے بعد ضرورت ہوتی اور تم یہ خدمت کر دیتے تو ٹھیک بھی تھا، تمہیں معلوم ہی نہیں کہ مجھے وضو کرنا ہے یا نہیں؟ پھر بھی تم نے خواہ مخواہ یہ کام کیا اور خود یہاں سے غائب بھی ہو گئے، لوٹا یونہی رکھا ہوا ہے کوئی اور استعمال بھی نہیں کر سکتا، اس لئے کہ اس پر میری مسواک رکھی ہوئی ہے، حالاں کہ ایسی چیزیں جو عوام کے نفع کے لئے وقف ہیں ان پر قبضہ کرنا غلط بات ہے تو دیکھو بے سیکھے خدمت میں کتنی غلطیاں ہو گئیں، اور راحت بھی نہ ملی۔

(۶۴) ایک طالب علم نے کپڑوں کے انتظام کے لئے درخواست لکھ کر کسی اور طالب علم سے روانہ کی، دریافت کرنے پر بتلایا کہ کچھ کام پیش آ گیا تھا، اس پر تنبیہ کرتے ہوئے حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ ادب کی کمی کی بات ہے، کیوں کہ یہیں رہتے ہو تو اس کام سے فارغ ہو کر بھی خود پیش کر سکتے تھے، اپنی درخواست کسی اور سے بھیج دینا صحیح نہیں ہے، ہاں اگر حیاء کی وجہ سے کہ اس میں ضرورت کا اظہار ہے سامنے نہ آتے تو پھر بھی یہ کوئی عذر ہو سکتا تھا، اس لئے آئندہ خیال رکھا کرو، پھر مزید تنبیہ اور علاج کے لئے فرمایا: اب میں چار دن کے لئے تمہاری درخواست واپس کرتا ہوں، چار دن کے بعد خود لا کر دو تو لوں گا، تا کہ تمہیں ہمیشہ یاد رہے، چناں چہ جب وہ چوتھے دن لے کر آئے تو بہ خوشی قبول فرما کر انتظام کر دیا۔

(۶۵) ایک دیہاتی آپ کی مجلس میں کچھ کہہ رہا تھا، اس سے کچھ باتیں دورانِ گفتگو خلافِ ادب بھی نکل گئیں، وہاں بیٹھے کسی صاحب نے اشارہ کر کے اُسے ایسی باتوں کے کہنے سے روکا، حضرت نے دیکھ لیا تو انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا تم کو کیا حق تھا اس کو روکنے کا؟ کیا لوگوں کو مرعوب کرنا چاہتے ہو، کیا میری مجلس کو فرعون کی مجلس بنانا چاہتے ہو؟ اگر وہ بدتمیزی بھی کر رہا تھا تو کیا میرے منہ میں اللہ تعالیٰ نے زبان نہیں دی ہے؟ میں خود بھی روک سکتا تھا، جب میں نہیں روک رہا ہوں تو تمہیں کیا ضرورت تھی۔

(۶۶) ایک صاحب بار بار پانی لے آ کر آرہے اور دعا پڑھوا رہے تھے، حضرتؒ نے فرمایا: یہ بھی تو بتلا دیا کرو کہ کس کے لئے پڑھوا رہے ہو، میں عالم الغیب تو نہیں ہوں، مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ کس کے لئے اور کس کام لئے پانی پڑھوانا چاہتے ہو۔

(۶۷) ایک صاحب نے حضرتؒ سے تعویذ کی درخواست کی تھی، انہیں ایک وقت بتلایا تھا کہ فلاں وقت آ جانا لکھ دیں گے، وہ دوبارہ آئے مگر کسی دوسرے وقت آئے، حضرتؒ نے ان سے پوچھا کہ میں نے تمہیں کب بُلایا تھا؟ انہوں نے وہ وقت بتلایا اور کہا کہ مجھے اس وقت کچھ کام تھا اس لئے نہ آ سکا تھا، انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا جیسے تمہیں اُس وقت کام تھا مجھے اِس وقت کام ہے، میں کیا بے کار ہوں کہ ہر وقت تعویذیں لکھتا رہوں، دوسرے کام نہ کروں؟

(۶۸) ایک طالب علم نے کسی سے سوال کروایا اور خود چُھپ کر جواب سُننے لگے، انہیں بُلا کر فرمایا یہ چوروں کی طرح چُھپ کر باتیں کیوں سُن رہے ہو؟ یہاں آکر بیٹھنے سے تمہیں کسی نے منع کیا ہے کیا؟ اگر سامنے آنا نہیں چاہتے تھے تو جس سے سوال کروایا ہے اسی سے اپنی جگہ رہ کر جواب سُن لیتے، کسی کی بھی باتیں چُھپ کر سننا منع ہے، اگر ہمیں کوئی ایسی بات کہنی ہوتی جو تمہارے سامنے کہنے کی نہ ہوتی تو۔۔۔۔؟

(۶۹) حضرت والا نے اپنی بھابی سے کسی خط کے بارے میں فرمایا تھا کہ گھر کے کارندے سے میرے پاس بھجوادیں، میں ڈاک خانہ بھجوادوں گا، انہوں نے خط کارندے سے بھیجا مگر راستے میں اس کو ڈاکیہ نظر آیا تو اس نے اس کو یہ سمجھ کر دے دیا کہ اس کو دینے سے جلدی پہنچ جائے گا، حضرت کو جب علم ہوا تو انہیں بُلا کر تنبیہ فرمائی کہ تم نے امانت میں خیانت کیوں کی؟ تمہیں حسبِ ہدایت مجھے پہنچا دینا چاہیئے تھا، تم کو کیا معلوم کہ کس مصلحت سے ہم ڈاکئے کو دینے کے بجائے پوسٹ باکس میں ڈلوانا چاہ رہے تھے، تم نے خود رائی سے کام لے کر ہماری مصلحت کو متأثر کیا۔ یعنی چھوٹوں کو چاہیئے کہ جتنا حکم دیا جائے اتنا کریں، اگر کوئی مصلحت اس کے خلاف میں سمجھ میں آئے تو بھی بنا دریافت کئے خلاف ورزی نہ کریں۔

(۷۰) ایک طالب علم کسی کام سے باہر جانے کی اجازت لینے کے لئے آیا، حضرتؒ مصروف تھے تو سامنے تصویر بنا کھڑا رہا، حضرتؒ نے اس کو تنبیہ کی اور فرمایا کہ جب میں مشغول تھا فوراً متوجہ نہیں ہوسکتا تھا تو تم مسلط ہو کر کیوں کھڑے رہے؟ بیٹھ جانا چاہیئے تھا اور فراغت کے بعد بات کر لینا چاہیئے تھا، تمہارے اس طرح مسلط رہنے سے مجھے تشویش اور گرانی ہونے لگی، یہ بھی کسی کو زحمت دینا اور تکلیف میں ڈالنا ہی ہے۔

(۷۱) حضرت کسی گاؤں میں تشریف لے گئے، وہاں کسی طرح حضرت کو پتہ چل گیا کہ یہاں کے لوگ چاہتے ہیں ہے کہ سب لوگ کچھ رقم جمع کر کے حضرت کو ہدیہ دیں، حضرتؒ نے سختی سے منع فرما دیا، اور مصلحت سمجھائی کہ دیکھو پہلے تو یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ دینے والوں میں کس نے خوش دلی سے دیا ہے اور کس نے رائے دینے والے سے متأثر ہو کر یا شرما حضوری

میں دیا ہے، ایک نے بھی گرانی سے دیا تو وہ حلال نہ ہوگا، پھر اگر سب نے خوشی ہی سے دیا ہے تب بھی بعض لوگوں کو ہدیہ قبول کرنا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے تو اس کا پتہ کیسے چلے گا؟ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو ہدیہ کا مقصد محبت بڑھانا ہے اور جب معلوم ہی نہیں کہ کس نے دیا ہے تو یہ مقصد کیسے پورا ہوگا؟ خلاصہ یہ ہے کہ یہ شکل بالکل مناسب نہیں ہے، ہر شخص خود ہی جو ہدیہ دینا چاہے دے دے، یا پھر از خود کسی کے پاس جمع کرا دے اور اپنے نام کا پرچہ بھی لگا دے، کوئی تحریک و ترغیب نہ چلائی جائے۔

(۷۲) ایک علاقے میں تشریف لے گئے تو بعض لوگ گھر بُلا کر ہدیہ دینے لگے، حضرتؒ نے اس صورت کو بھی منع فرمایا اور مصلحت بتلائی کہ اگر آپ لوگ ایسا کرو گے تو دوسرے لوگ سمجھیں گے کہ بزرگوں کو اپنے گھر بُلانے کے لئے کچھ ہدیہ دینا بھی ضروری ہے، پھر اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ غریب لوگ یا تو بلائیں گے ہی نہیں یا پھر انہیں اس کی حسرت رہ جائے گی، اس لئے جسے کوئی ہدیہ دینا ہے تو میری قیام گاہ پر آ کر خاموشی سے دے جائے، تاکہ غُرباء کو ندامت یا حسرت نہ ہو۔

(۷۳) حضرتؒ کے کسی عزیز نے ایک صاحب کے ذریعہ سہارن پور سے برف کا ہدیہ بھیجا، وہ صاحب نماز جمعہ سے قبل تھانہ بھون پہونچ گئے، مگر وہ برف بہ جائے فوراً گھر پہچا دینے کے ایک برتن میں رکھ کر مسجد چلے گئے، مسجد میں نماز کے بعد حضرتؒ نے کسی اور کو بیان کرنے کے لئے فرمایا تھا تو وہ صاحب بیان میں بیٹھ گئے، بیان کے بعد آ کر کپڑے میں لپٹ کر لائی ہوئی وہ برف پیش کی جو تقریباً گُھل چکی تھی، حضرت نے ان کو سمجھایا کہ پہلے تو وہیں سے محفوظ طریقے پر لانا چاہیئے تھا، خیر! جیسے دیدی گئی تھی ویسے ہی تم لے آئے کوئی بات نہیں مگر یہاں پہنچتے ہی گھر بھیج دینا چاہیئے تھا، یہ تمہاری کوتاہی ہے اور اگر نماز کے لئے چلے گئے تھے تو نماز کے فوراً بعد دیدیتے، اور اگر بیان سننے ہی کا جی چاہ رہا تھا تب بھی نکلتے وقت مجھے بتا دیتے تو میں خود وہاں سے لے لیتا۔ پھر چوں کہ اُن صاحب کی غفلت کا علاج اتنی نصیحت سے یقینی نہ تھا اس لئے حضرتؒ نے ان سے کہا کہ تم نے اپنی غفلت سے کسی کی امانت ضائع کر دی ہے اور ضائع

ہونے کے بعد مجھے لاکر دے رہے ہو میں یہ احسان لینا نہیں چاہتا، یہ بھی تم ہی استعمال کرلو تم کو یا تو ایسی امانت لانا نہیں چاہیئے تھا یا لائے تھے تو حق ادا کرنا چاہیئے تھا۔

(۷۴) ایک دن صبح کو سیر سے فارغ ہونے کے بعد حضرتؒ مدرسہ کی سہ دری میں تشریف لائے، وہاں ایک صاحب سو رہے تھے تو بہت احتیاط سے بیٹھ گئے کہ ان کی نیند خراب نہ ہو، خادم نے ڈاک خانے لے جائی جانے والی ڈاک لاکر دکھائی، بغیر کسی آواز کے حضرتؒ نے احتیاط سے دیکھ کر پوسٹ باکس میں ڈال دینے کے لئے فرمایا، جو وہیں قریب میں لگا ہوا تھا، اس نے جاکر اس میں زور سے چھوڑ دیا جس سے بڑی آواز آئی، انہیں بُلاکر سمجھایا کہ آہستہ سے چھوڑنا چاہیئے تھا، جب یہاں کوئی سو رہا ہے تو اس کا خیال رکھنا چاہیئے تھا۔

(۷۵) ایک دن حضرتؒ بعد نماز عشاء تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں لیٹ گئے تھے، ایک اجنبی مسافر آکر پاؤں دبانے لگے، حضرتؒ نے دریافت کیا کون ہو؟ انہوں نے نام وغیرہ بتلایا مگر حضرت اُن کو پہچان نہ سکے تو اجنبی سے خدمت لینے میں تکلف محسوس کرتے ہوئے ان سے فرمایا: دیکھو بھئی! آدمی کو پہلے ملاقات کرنی چاہیئے، اگر خدمت کرنا ہی ہے تو تعارف کے بعد کرنا چاہیئے، اب رات ہو رہی ہے، سونے کا وقت ہے تم بھی جاکر سو جاؤ، پھر صبح آکر مل لینا۔

(۷۶) کہیں سے حضرت کی خدمت میں رجسٹری کے ذریعہ پچاس روپئے (اس زمانے میں) کا چیک آیا، اس رقم کے بھیجنے کی غرض کیا ہے حضرت کو لفافہ کھولے بغیر معلوم نہیں ہوسکتی تھی، اور لفافہ کھولنے کے بعد غرض معلوم ہوتی مگر وہ واضح نہ ہوتی تو دوبارہ معلوم کرنا پڑتا اور اس وقت تک رقم امانت رکھنا پڑتا، یا اگر غرض تو واضح ہوجاتی مگر اس غرض سے رقم قبول کرنا حضرت کی مصلحت کے خلاف ہوتا تو اب دوسری رجسٹری کے ذریعہ واپس کرنا پڑتا جس کا خرچ خواہ مخواہ حضرت پر آتا، ان سب احتمالات کے پیش نظر حضرتؒ نے وہ رجسٹری ہی واپس بھیج دی اور فرمایا کہ مصروف لوگوں کو اس قسم کی الجھنوں میں نہیں ڈالنا چاہیئے، منی آرڈر کے ذریعے بھیجنا اور اس کے کوپن پر صاف لکھ دینا چاہیئے خواہ وہ وصول کرلے یا رد کردے ذرا بھی زحمت نہ ہوتی۔ یہ ایک مثال ہے گو اس زمانے میں دیگر ذرائع سہولت بخش وجود میں آگئے ہیں لیکن اُن میں بھی

ایسی غفلتیں ہوتی ہیں جو زحمت کا سبب بنتی ہیں، آدمی کو خود غور کر کے ایسا کام کرنا چاہیئے، جس سے کسی کو تکلیف نہ ہو خصوصاً بڑوں کو۔

(۷۵) جلال آباد کے مدرسے میں ایک مدرس بیمار ہو گئے تو وہاں کے مہتمم نے حضرتؒ سے درخواست کی کہ خانقاہ سے اگر دو چار روز کے لئے کوئی مدرس مِل جائے تو بہتر رہے گا، حضرتؒ نے اُنہی سے فرمادیا کہ یہاں مقیم لوگوں میں سے کوئی تیار ہوں تو لے جایئے، انہوں نے جب معلوم کیا تو ایک زیر تربیت سالک جانے کے لئے تیار ہو گئے اور کہا کہ میں حضرتؒ سے پوچھ کے آجاؤں گا، لیکن جب وہ مطمئن ہو کر چلے گئے تو انہوں نے حضرت سے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہوا تھا مگر میں جانا نہیں چاہ رہا ہوں حضرتؒ نے انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کیا طریقہ ہے؟ ان سے تو کہہ دیا کہ میں پوچھ کر آؤں گا، اب معذرت کر رہے ہو، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم تو جانا چاہ رہے تھے مگر شاید میں نے اجازت نہیں دی، یعنی الزام مجھ پر رکھنا چاہتے ہو یہ کیا ناشائستہ حرکت ہے؟، اب تم خود جلال آباد جا کر بتلاؤ کہ اجازت تو مجھے مل گئی لیکن میں فلاں عذر کی وجہ سے نہیں آنا چاہتا اس طرح خود معذرت کرلو، میرے اوپر تہمت کا موقع ختم کرو۔

(۷۶) ایک مہمان کسی کام سے بستی میں چلے گئے، واپسی میں اتنی دیر کر دی کہ یہاں کھانے کے انتظار میں بہت تکلیف ہوئی، پھر گھر والے دیر تک کھانا بھیجنے کے لئے جاگتے رہے، اس میں حرج بھی ہوا اور تنگ دلی بھی ہوئی، اس پر حضرتؒ نے فرمایا آدمی جہاں طالب اور تابع بن کر جائے وہاں دوسرے قصّے ساتھ میں نہ لے جائے، بعض دفعہ غیر مقصود کاموں کے چکر میں مقصود اور ضروری کام خراب ہوتے ہیں۔

حقوقُ الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ قرآن و حدیث اور عقل کی روشنی میں یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم لوگوں سے کچھ حقوق کا مطالبہ کیا گیا ہے جس میں بعض حقوق تو خود اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بعض بندوں کے حقوق ہیں، اور بندوں کے حقوق میں سے بعض دینی ہیں اور بعض دنیوی، پھر دنیوی میں سے بعض حقوق رشتہ داروں کے ہیں اور بعض اجنبیوں کے اور بعض حقوق خاص لوگوں کے ہیں بعض عام مسلمانوں کے، بعض اپنے سے بڑوں کے ہیں بعض چھوٹوں کے بعض برابر والوں کے وغیرہ۔

لیکن اکثر لوگوں کو بہت سے حقوق کا علم ہی نہیں ہے اور جنہیں علم ہے ان میں سے بہت سے لوگوں کو اُن کے ادا کرنے کا اہتمام نہیں ہے، اس لئے جی چاہا کہ ایک مختصر تحریر اس کے بارے میں جمع کر دی جائے تو مسلمانوں کو فائدہ ہونے کی اُمید ہے، چوں کہ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمہ اللہ کا رسالہ "حقیقت الاسلام" اس مضمون میں بہت کافی تھا اس لئے اسی کا خلاصہ کر دینا مناسب سمجھا گیا، البتہ بعض مضامین کہیں کہیں اپنی طرف سے بڑھائے گئے ہیں، اور اس رسالے کا نام "حقوق الاسلام" رکھا گیا ہے، اس میں چند فصلیں ہیں اور ہر ایک فصل میں ایک ایک حق کا بیان ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں:۔

(۱)

اللہ تعالیٰ کے حقوق

بندے پر سب سے پہلے اللہ جل شانہ کا حق ہے جس نے طرح طرح کی نعمتیں عنایت فرمائیں، گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے، ہدایت پر عمل کرنے کے بدلے دنیا

وآخرت میں ہر قسم کی نعمتوں کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بندوں کے ذمہ یہ ہیں۔

● اس کی توحید کا قائل رہنا کسی کو اس کی ذات وصفات میں شریک نہ کرنا۔ ● اس کی ذات وصفات کے متعلق قرآن وحدیث کے موافق اپنا اعتقاد رکھنا۔ ● عقائد، اعمال، معاملات، اور اخلاق میں جو ان کی پسند ہو اسی کو اختیار کرنا اور جو چیز ان کے نزدیک ناپسندیدہ ہو اس کو ترک کر دینا۔ ● اللہ تعالیٰ کی رضا ومحبت کو سب کی رضا ومحبت پر مقدم رکھنا۔ ● کسی سے بھی محبت یا دعداوت رکھنی ہو اسی طرح کسی کو کچھ دینا ہو یا نہ دینا ہو یہ سب کام صرف اللہ تعالیٰ کے واسطے کرنا۔

(۲)

پیغمبروں کے حقوق

چوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اسی طرح مرضیات ونامرضیات کا علم ہم لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ہوا، اسی طرح دنیا اور آخرت میں کے فائدوں اور نقصانات کا علم بھی انہی سے حاصل ہوا، اس لئے اُن کا احسان بھی ہم پر بہت ہے اور اسی وجہ سے ان کے حقوق بھی ہمارے ذمّے ہیں، چند حقوق یہ ہیں:

● آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اعتقاد رکھنا۔ ● تمام احکام میں آپ کی اطاعت کرنا۔ ● آپ کی عظمت اور محبت دل میں رکھنا۔ ● آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے رہنا۔ ● آپ کے لائے ہوئے دین کی حفاظت واشاعت کرنا۔

(۳)

فرشتوں کے حقوق

فرشتے اللہ کی ایک نورانی مخلوق ہیں، جو دین ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا ہے اس کے لانے والے اور دنیا میں ہماری حفاظت کرنے والے اور کائنات کے بہت سے انتظام چلانے والے اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہی ہیں، اس لئے ان کے بھی ہم پر حق ہیں مثلاً: ● ان کے وجود کا

اعتقاد رکھنا۔● ان کو گناہوں سے پاک سمجھنا۔● جب ان کا نام لیں تو علیہ السلام کہنا۔
● مسجد میں بدبودار چیزیں کھا کر جانے سے یا مسجد میں گیاس پاس کرنے سے بچنا، کیوں کہ اس سے فرشتوں کو ایذا ہوتی ہے، اور بھی جن اُمور سے اُن کو تکلیف ہوتی ہے ان سے احتیاط کرنا، مثلاً تصویر رکھنا، بلاضرورتِ شرعی کُتا پالنا، جھوٹ بولنا، ناپاکی کی حالت میں سستی کی وجہ سے پڑے رہنا، بِلاسخت ضرورت کے برہنہ ہونا خواہ اکیلے ہی میں سہی۔

(۴)

صحابہؓ واہلِ بیت کے حقوق

حضراتِ صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم کو چوں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دینی اور دنیوی دونوں طرح کا تعلق ہے اس لئے آپ کے حق میں ان حضرات کے حقوق بھی داخل ہو گئے ہیں اور وہ یہ ہیں: ● دینی امور میں ان حضرات کی اطاعت کرنا۔● ان حضرات سے محبت رکھنا۔ ● ان کے عادل یعنی دین میں قابل اعتماد اور نیک ہونے کا اعتقاد رکھنا۔● ان سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھنا اور اُن سے بغض رکھنے والوں سے بغض رکھنا۔

(۵)

علماء اور مشائخ کے حقوق

چوں کہ علماء ظاہر و باطن میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث اور جانشین ہیں اس لئے ان حضرات کے حقوق بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق میں داخل ہیں اور وہ یہ ہیں:

● فقہاءِ کرام، محدثین عظام، علماء و مشائخِ امت کے لئے خیر کی دعا کرتے رہنا۔
● حسب قاعدہ شرعی ان کا اتباع کرنا۔● جو ان میں زندہ ہوں ان کے ساتھ احترام اور محبت سے پیش آنا، ان سے بغض نہ رکھنا اور بلا وجہ مخالفت نہ کرنا۔● حسب وسعت و ضرورت ان حضرات کی مالی خدمات بھی کرتے رہنا۔

(٦)

والدین کے حقوق

ماں باپ اس دنیا میں ہمارے وجود کا ذریعہ ہیں، اس لئے ان کے بھی ہمارے اوپر حقوق ہیں، ان کو اہتمام سے ادا کرنا چاہیئے حتیٰ کہ اگر وہ غیر مسلم ہوں تب بھی ان کی دنیوی خدمت اور عزت لازم ہے۔

(الف) زندگی کے حقوق:

● زبان سے اور عمل سے ان کا احترام کرنا۔ ● جائز امور میں ان کی اطاعت کرنا اور کہنا ماننا۔ ● اگر ان کو مالی تعاون کی ضرورت ہو تو مالی خدمت کرنا۔ ● ان کی شان میں گستاخی نہ کرنا ان کے سامنے دل آزاری کی باتیں نہ کرنا۔ ● باپ پر دوستوں اور ماں پر بیوی کو اپنے طرز عمل میں ترجیح نہ دینا۔

(ب) مرنے کے بعد کے حقوق:

● ان کے لئے دعاءِ مغفرت ورحمت کرتے رہنا۔ ● نفل اعمال اور وصدقاتِ مالیہ کا ثواب ان کو پہنچاتے رہنا۔ ● ان کے ملنے والوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آنا اور حسبِ حیثیت بدنی و مالی خدمت کرنا۔ ● ان کے ذمہ جو قرضہ ہو اس کو ادا کرنے کی فکر کرنا۔ ● کبھی کبھی ان کی قبر کی زیارت کرتے رہنا۔

(٧)

دادا، دادی، نانا، نانی کے حقوق

دادا، دادی، نانا، نانی ماں باپ کے حکم میں ہی ہوتے ہیں، پس اُن کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہیئے۔ اس طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپی مثل باپ کے ہیں۔ حدیث میں ایسا ہی آیا ہے۔

(٨)

اولاد کے حقوق

جس طرح ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہیں اسی طرح ماں باپ پر اولاد کے حقوق بھی ہیں جو یہ ہیں: ● نیک صفت عورت سے نکاح کرنا تا کہ اچھی اولاد پیدا ہو۔● اولاد کو بچپن میں محبت کے ساتھ پرورش کرنا کیوں کہ اولاد سے محبت کرنے کی بھی فضیلت آئی ہے، بالخصوص لڑکیوں کے پیدا ہونے سے دل تنگ نہ ہونا، احادیث میں ان کی پرورش کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔● اگر انا کا دودھ پلانا پڑے تو اخلاق منداور دین دار انا تلاش کرنا کیوں کہ دودھ کا اثر بچے کے اخلاق میں آتا ہے۔● ان کو علمِ دین اور ادب وتہذیب سکھلانا۔ ● جب نکاح کے قابل ہوں تو ان کا نکاح اچھی جگہ کر دینا۔● اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو نکاحِ ثانی کا انتظام ہونے تک اس کو اپنے گھر میں آرام سے رکھنا اور اس کے ضروری اخراجات برداشت کرنا۔

(٩)

دودھ پلانے والی انّا کے حقوق

انا بھی دودھ پلانے کی وجہ سے مثل ماں کے ہے، اس کے حقوق بھی بیان کئے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

● اس کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آنا۔ ● اگر اس کو مالی حاجت ہو اور اپنے پاس وسعت ہو تو ضرور مدد کرنا۔● اگر ممکن ہو تو ایک خادمہ یا خادم اپنے اخراجات سے اس کی خدمت کے لئے رکھنا۔● اگر اس کا شوہر ہے تو اس کے شوہر کے ساتھ بھی احسان کرنا۔

(١٠)

سوتیلی ماں کے حقوق

سوتیلی ماں چوں کہ باپ کی زوجیت میں ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ بھی احسان

کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں۔ پیچھے ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے حقوق کے تحت جو باتیں بیان ہوئی ہیں، اُنہی باتوں کا یہاں بھی خیال رکھا جائے۔

(۱۱)

بہن بھائی کے حقوق

حدیث میں ہے کہ بڑا بھائی مثل باپ کے ہے، اس سے لازم آیا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے، پس ان میں بھی باہمی حقوق ویسے ہی ہوں گے جیسے والدین اور اولاد کے ہیں، اسی پر بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو قیاس کر لینا چاہیئے۔

(۱۲)

رشتہ داروں کے حقوق

اسی طرح باقی رشتے داروں کے بھی حقوق ہیں جن کا خُلاصہ یہ ہے کہ: ● محارم یعنی خونی رشتہ دار اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو بقدر ضرورت ان کے نان نفقہ کی خبر گیری مثل اولاد کے واجب ہے، اَور اگر محتاج نہ ہوں تو ان کا نان ونفقہ اس طرح تو واجب نہیں لیکن کچھ خدمت کرنا ضروری ہے۔ ● جب جب ان سے ملاقات کرتے رہنا۔ ●ان سے قطع تعلق نہ کرنا بلکہ اگر کسی قدر اُن سے ایذا بھی پہونچے تو صبر کر لینا چاہیئے۔

(۱۳)

استاد اور پیر کے حقوق

استاد اور پیر چوں کہ تربیتِ باطنی کا وسیلہ ہیں اس لئے باپ کے درجے میں ہیں، اس لئے ان کی اولاد یا اقارب سے ایسا ہی معاملہ کرنا چاہیئے جس طرح اپنے ماں باپ یا اقارب کے ساتھ۔ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کی ایک تفسیر یہ بھی ہے۔ اسی سے حضرات سادات کرام یعنی آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام واحترام بھی سمجھ لینا چاہیئے، کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ اُن کا لحاظ رکھا جائے اور چوں کہ شاگرد اور مرید مثل اولاد کے ہیں

تو اپنے استاد کا شاگرد یا اپنے پیر کا مرید بمنزلہ اپنے باپ کی اولاد کے ہوا، پس اس کے حقوق بھائی کی طرح سمجھے، قرآن مجید میں الصَّاحِبُ بِالْجَنْبِ جو آیا ہے اس میں یہ بھی داخل ہے۔

(۱۴)

شاگرد اور مُرید کے حقوق

چوں کہ شاگرد و مُرید بمنزلہ اولاد کے ہے، شفقت و دل سوزی میں اُن کا حق مثل اولاد کے ہے کہ ان کے ساتھ اساتذہ و مشائخ کو ایسی شفقت اور خیر خواہی کا معاملہ رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ رکھتے ہیں۔

(۱۵)

زوجین کے حقوق

(الف) شوہر کے ذمہ بیوی کے یہ حقوق ہیں:

● اپنی وسعت کے موافق اس کے نان ونفقہ میں کمی نہ کرنا۔ ● اس کو مسائلِ دینیہ سکھلاتا رہے اور اچھے کاموں کی تاکید کرتے رہنا۔ ● اس کے محرموں اور قریبی رشتہ داروں سے ملنے دینا، اس کی کم فہمی پر اکثر صبر وسکوت کرنا اگر کبھی تادیب کی ضرورت ہو تو اعتدال اور مروت کا لحاظ رکھنا۔

(ب) بیوی کے ذمّے شوہر کے یہ حقوق ہیں:

● اس کی اطاعت، ادب وخدمت، اور دل جوئی پورے طور پر بجالانا، البتہ اگر شوہر کسی ناجائز کام کا حکم دے تو ادب کے ساتھ معذرت کردینا چاہیئے۔ ● اس کی گنجائش سے زیادہ فرمائشیں نہ کرنا۔ ● اس کا مال بِلا اجازت خرچ نہ کرنا۔ ● اس کے رشتے داروں سے ایسی سختی نہ کرنا جس سے شوہر کو تکلیف پہونچے، بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم سمجھ کر ادب وتعظیم سے پیش آنا چاہیئے۔

(۱۶)

حاکم اور محکوم کے حقوق

(الف) حاکم کے ذمّے ماتحتوں کے یہ حقوق ہیں:

● ایسے دشوار احکام جاری نہ کرنا جن پر عمل مشکل ہو۔ ● اگر ماتحتوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہو جائے تو فیصلے میں عدل کی رعایت رکھنا، کسی ایک جانب جھکاؤ نہ ہونے دینا۔ ● ہر طرح ان کی حفاظت و آرام کی فکر میں رہنا، ضرورت مندوں کو اپنے پاس پہنچنے کے لئے آسان طریقہ مقرر کرنا۔ ● اگر اپنی شان میں ان سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو اکثر معاف کر دیا کرنا۔

(ب) محکوم کے ذمّے حاکموں کے یہ حقوق ہیں:

● حاکم کی خیر خواہی و اطاعت کرنا، البتہ خلافِ شرع امر میں اطاعت نہیں ہے۔ ● اگر حاکم سے کوئی امر خلافِ طبع پیش آئے تو صبر سے کام لینا، شکایت و بد دعا نہ کرنا، البتہ اس کی نرم مزاجی کے لئے دعا کرنا چاہئیے۔ ● اور خود اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اہتمام کرنا تا کہ اللہ تعالیٰ حکّام کے دل کو نرم کر دیں۔ ● اگر حاکم کی طرف سے کوئی آرام پہنچے اس احسان کی شُکر گذاری کرنا۔ ● ذاتیات کے لئے اس کی نافرمانی اور مخالفت نہ کرنا۔ جو لوگ بھی کسی حاکم کے ماتحت ہوں اس کے دائرہ حکومت میں رہنے تک یہ حقوق ہوں گے اور خارج ہونے کے بعد آزاد ہیں۔

(۱۷)

سسرالی عزیزوں کے حقوق

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے نسب کے ساتھ علاقہ مصاہرۃ کو بھی ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ساس، سسُر اور سالے و بہنوئی اور داماد اور بہو اور ربیب یعنی بیوی کی پہلی اولاد کا بھی حق کسی قدر ہوتا ہے، اس لئے ان تعلقات میں بھی احسان و اخلاق کی رعایت خصوصیت کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔

(۱۸)

عام مسلمانوں کے حقوق

رشتہ داروں کے علاوہ اجنبی مسلمانوں کے بھی اسلام میں حقوق ہیں، ایک حدیث میں بروایت حضرت علیؓ یہ حقوق نقل کئے گئے ہیں: ● بھائی مسلمان کی لغزش کو معاف کردینا۔ ●اس کے رونے پر رحم کرنا۔● اس کے عیبوں کو چھپانا۔● اس کے عذر کو قبول کرنا۔●اس کی تکلیف کو دور کرنا۔● ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتے رہنا۔● اس کی حفاظت اوراس سے محبت کرنا۔●اس کے ذمّے کی رعایت کرنا۔●بیمار ہو تو عیادت کرنا۔ ●مرجائے تو جنازے پر حاضر ہونا۔● دعوت دے اس کی دعوت قبول کرنا۔● ہدیّہ دے تو اس کا ہدیہ قبول کرنا۔ ●اس کے احسانات کا اچھا بدلہ دینا۔●اس کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا۔●موقع پر اس کی نُصرت کرے۔●اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرنا۔ ● اس کی حاجت روائی کرنا۔ ●اس کی کوئی درخواست ہو تو اس کو سُننا۔ ●اگر وہ کسی کی سفارش کرے اور وہ سفارش قبول کی جاسکتی ہے تو اس کی سفارش قبول کرنا۔● وہ چھینک کر الحمد للّٰہ کہے تو جواب میں یر حمک اللہ کہنا۔●اس کی گم شدہ چیز کو اس کے پاس پہنچانا۔● اس کے سلام کا جواب دینا۔ ● نرمی وخوش خلقی کے ساتھ گفتگو کرنا۔●اگر وہ اس کے بھروسے پر کسی سے کوئی وعدہ کر بیٹھے اور پورا کرنا ممکن ہو تو اس کو پورا کر دینا۔●اگر اس پر کوئی ظلم کر رہا ہو تو اس کی مدد کرنا اگر وہ کسی پر کوئی ظلم کر رہا ہو تو روک دینا۔●اس کے ساتھ محبت کرنا، دشمنی نہ کرنا۔● اس کو کہیں ذلیل ورُسوا نہ کرنا۔● جو بات اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرنا۔

ایک اور حدیث سے یہ حقوق بھی معلوم ہوتے ہیں:

● ملاقات کے وقت اس کو سلام کرنا اور مصافحہ بھی کرلے تو اور بہتر ہے۔● اگر آپس میں کچھ نااتفاقی ہوجائے تو تین روز سے زیادہ بات چیت بند نہ کرنا۔● اس سے بدگمانی نہ کرنا۔ ● اس سے حسد وبغض نہ کرنا۔●امر بالمعروف ونہی عنی المنکر بقدر امکان کرتے رہنا

● چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت کرنا۔ ● دو مسلمانوں میں نزاع ہوجائے تو ان میں صلح کرا دینا۔ ● اس کی غیبت نہ کرنا۔ ● اس کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچانا نہ مال میں نہ آبرو میں۔ ● اگر سواری پر سوار نہ ہوسکے یا اس پر اسباب نہ لاد سکے تو اس کی مدد کرنا۔ ● اس کو کسی جگہ سے اُٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھنا۔ ● کہیں تین آدمی ہوں تو تیسرے کو تنہا چھوڑ کر دو آدمی الگ باتیں نہ کریں۔

نوٹ: یاد رکھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کے حقوق اوپر مذکور ہو چکے ہیں وہ اُن کے خاص حقوق ہیں، ان عام حقوق میں وہ بھی شریک ہیں۔

(۱۹)

پڑوسیوں کے حقوق

جن پڑوسیوں میں علاوہ اس کے اور بھی کوئی صفت ہو مثلاً: وہ مسلمان بھی ہوں، پھر اگر رشتہ داری بھی ہو تو ایسے پڑوسی کے حقوق اور زائد ہوجاتے ہیں، پڑوسیوں کے حقوق یہ ہیں:

● ان کے ساتھ احسان اور مروت سے پیش آنا۔ ● ان کے اہل وعیال کی آبرو محفوظ رکھنا۔ ● وقتاً فوقتاً اُن کے گھر ہدیہ وغیرہ بھیجتے رہنا بالخصوص جب کہ وہ ضرورت مند بھی ہوں۔ ● اس کو تکلیف نہ دینا او چھوٹی چھوٹی باتوں میں اُن سے نہ اُلجھنا۔ ● اُن کو تکلیف سے بچانے کے واسطے شریعت نے اُن کے لئے حق شفعہ ثابت کیا ہے یعنی اگر ہمیں اپنا مکان یا زمین فروخت کرنا ہو تو پہلے پڑوسی کا حق ہے کہ وہ خریدے اگر وہ نہ لینا چاہے تو پھر کسی کو بھی بیچ سکتے ہیں۔ علماء نے کہا ہے کہ جیسے گھر کا پڑوسی ہوتا ہے اسی طرح سفر میں پڑوسی ہوتا ہے یعنی رفیق سفر جو گھر ہی سے ساتھ ہُوا ہو یا راستے میں اتفاقاً اس کی معیت ہوگئی ہو۔ حدیث میں پہلے کو جارِ مقامی اور دوسرے کو جارِ بادیہ فرمایا گیا ہے۔ اس کا حق بھی گھر کے پڑوسی کے جیسا ہی ہے اس کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے، بعض لوگ سفر میں مسافروں کے ساتھ بہت جھگڑے کرتے ہیں جو بہت بُری بات ہے۔

(٢٠)

یتیموں، ضعیفوں کے حقوق

اسی طرح جو دوسروں کا دستِ نگر ہو جیسے یتیم و بیوہ یا عاجز و ضعیف یا مسکین و بیمار و معذور یا مسافر یا سائل، ان لوگوں کے عام مسلمانوں سے زائد حقوق ہیں: مثلاً ● ان لوگوں کی مالی خدمت کرنا۔ ● ان لوگوں کے کام کر دینا۔ ● ان لوگوں کی دل جوئی و تسلی کرتے رہنا۔ ● ان کے حاجت و سوال کو جب تک ممکن ہو رَد نہ کرنا۔

(٢١)

مہمان کے حقوق

اسی طرح مہمان کے یہ حقوق ہیں:

● آنے کے وقت خوشی ظاہر کرنا، جانے کے وقت کم از کم دروازہ تک ساتھ جانا۔ ● اس کے معمولات وضروریات کا ایسا انتظام کرنا جس سے اس کو راحت پہونچے۔ ● تواضع وتکریم کے ساتھ پیش آنا بلکہ جہاں تک ہو سکے اپنی ذات سے ان کی خدمت کرنا۔ ● کم از کم ایک روز اس کے لئے کھانے میں کسی قدر اہتمام کا تکلف کرنا، اور کم از کم تین روز تک اس کی مہمان داری کرنا، اتنا ضروری حق ہے، اس کے بعد جس قدر وہ ٹھہرے میز بان کی طرف سے احسان ہے مگر خود مہمان کو چاہیئے کہ اس کو تنگ نہ کرے، نہ زیادہ ٹھیر کر نہ بے جا فرمائش کر کے، اسی طرح اس کے انتظامات میں اپنی طرف سے دخل بھی نہیں دینا چاہیئے۔

(٢٢)

خاص دوستوں کے حقوق

اسی طرح جس سے خصوصیت کے ساتھ دوستی ہو اس کے یہ آداب وحقوق ہیں:

● جس سے دوستی کرنا ہو پہلے اس کے عقائد و اعمال، معاملات و اخلاق کو خوب دیکھ بھال لے، اگر سب اُمور میں اس کو با اعتبار اور نیک پائے تو اس سے دوستی کرے ورنہ دور رہے۔

صحبتِ بد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے اور مشاہدہ سے بھی اس کا ضرر محسوس ہوتا ہے، جب کوئی ایسا ہم مزاج ہم مشرب مل جائے تو اس سے دوستی کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ دنیا میں سب سے بڑھ کر راحت کی چیز ایسی دوستی ہی ہے۔● اپنی جان و مال لگانے میں کبھی اس کے ساتھ کمی کنجوسی نہ کرے۔● کوئی بات خلافِ مزاج پیش آجائے تو اس سے چشم پوشی کرلے۔● اگر اتفاقاً کبھی ناخوش گوار بات پیش آجائے تو فوراً صفائی کرلے، ناراضگی کو طول نہ دے، دوستوں کی شکایت حکایت بھی لطف سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائے۔● اس کی خیر خواہی میں کسی طرح کوتاہی نہ کرے، نیک مشورہ دینے سے کبھی دریغ نہ کرے۔● اس کے مشوروں کو نیک نیتی سے سُنے اور اگر قابلِ عمل ہوں تو قبول بھی کرے۔

● یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستان میں جس طرح کسی کو لے پالک بنانے کی رسم ہے کہ اس کو بالکل تمام احکام میں مثل اولاد کے سمجھتے ہیں اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔اس کا حکم بس خصوصی دوستی کا سا ہے، چوں کہ اس کے ساتھ ایک خصوصیت پیدا کی ہے اس لئے خاص دوستی کے ضابطے میں اس کو داخل کرسکتے ہیں، باقی میراث وغیرہ اس کو کچھ نہیں مِل سکتی کیوں کہ میراث کے احکام اختیاری نہیں کہ جس کو چاہا میراث دِلوادی جس کو چاہا محروم کردیا بلکہ وہ خاص آسمانی احکام ہیں، وارث وہی بن سکتا ہے جس کو شریعت وارث بنائے۔● اسی سے معلوم ہوگیا کہ بعض لوگ جو اولاد کو عاق کرتے ہیں یعنی نافرمان قرار دے کر میراث سے محروم کردینے کا اعلان کردیتے ہیں یہ بھی محض باطل ہے کسی کو محروم کردینے سے وہ حقِ میراث سے محروم نہیں ہوتا

(۲۳)

غیر مسلموں کے حقوق

جس طرح رشتے دار ہونے، پڑوسی ہونے، یا مسلمان ہونے کی وجہ سے بہت سے حقوق ثابت ہوتے ہیں، اسی طرح صرف آدمی ہونے کی وجہ سے بھی کچھ حقوق لازم ہوتے ہیں، ان کی رعایت واجب ہوتی ہے خواہ وہ آدمی مسلمان بھی نہ ہو، وہ حقوق یہ ہیں:

● بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دینا۔● بلا وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرنا۔ ● اگر کسی کو مصیبت، فاقہ و مرض میں مُبتلا دیکھے تو اس کی حتی المقدور مدد کرنا، کھانے پانی کا انتظام کر دینا۔ علاج معالجہ کروا دینا۔● جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس سزا کے دینے میں بھی ظلم وزیادتی نہ کرنا، بلکہ انسانی ہمدردی اور اخلاق وشائستگی کا معاملہ رکھنا۔ اچھی گفتگو کرنا اور تہذیب سے پیش آنا۔● موقع ملے تو اسلام کی خوبیاں بتلانا تاکہ اس کا دل اسلام کی طرف راغب ہو۔

(۲۴)

جانوروں کے حقوق

اسی طرح جانوروں کے حقوق کی رعایت بھی لازم ہے اور وہ یہ ہیں:

● جس جانور سے کوئی اہم ضرورت متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرنا، بالخصوص اُن کے بچوں کو پکڑ کر ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی کی بات ہے۔● جو جانور قابلِ انتفاع ہیں یعنی کھائے جاتے ہیں، ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرنا، اس غلطی میں شکاری لوگ بہت مبتلا ہیں۔ ● جو جانور اپنے کام میں استعمال کئے جاتے ہیں ان کو دانا پانی، راحت رسانی اور خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرنا۔ اور ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لینا اور اُن کو حد سے زیادہ نہ مارنا۔● جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا موذی ہونے کی وجہ سے ان کو مار دینا ہو تو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کر دینا چاہیئے، تڑپانا نہیں چاہیئے، بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لینا چاہیئے۔

(۲۵)

اپنے اوپر عائد کردہ حقوق

مذکورہ بالا حقوق تو وہ تھے جو شریعت کی جانب سے بندے کے ذمّے لازم ہیں، چند حقوق ایسے بھی ہیں جو انسان خود اپنے اختیار سے اپنے ذمّے کر لیتا ہے شریعت کی جانب سے یہ حقوق اس پر لازم نہیں تھے، ان میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: وہ حق جس کا سبب طاعت ہے اور وہ نذر و منت ہے، اگر کوئی شخص عبادت مقصودہ کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا فرض ہے، جیسے کسی نے نذر مانی کہ میں اللہ کے لئے دو روزے رکھوں گا تو اس کا پورا کرنا فرض ہے۔ اور اگر کوئی عبادت غیر مقصودہ کی نذر مانے جیسے کسی نے نذر مانی کہ اللہ نے مجھے امتحان میں کامیاب کر دیا تو میں وضو کروں گا تو کامیاب ہونے پر اس نذر کو پورا کرنا لازم اور ضروری نہیں ہے، کوئی چاہے تو پورا کر سکتا ہے، اور چاہے تو چھوڑ بھی سکتا ہے یعنی نذر کا پورا کرنا صرف مستحب ہے۔ اور اگر کوئی مباح و جائز کام کی نذر مانے مثلاً ایسی نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو کھانا کھاؤں گا تو ایسی نذر لغو یعنی بے کار ہے، اگر کسی نے معصیت کے کام کی نذر مانی ہو جیسے کسی نے یوں نذر مانی کہ آج میں ظہر کی نماز نہیں پڑھوں گا تو اس کا پورا کرنا حرام ہے اور غیر اللہ کی نذر ماننا تو قریب شرک کے ہے۔ (اور بعض فقہاء نے تو عینِ شرک کہا ہے)

دوسری قسم: وہ حق جس کا سبب امر مباح ہے جیسا کہ کسی جائز عذر سے جائز قسم توڑنے کا کفارہ اور جائز عذر سے رمضان کے توڑے ہوئے روزوں کی قضا، اسی طرح سفر اور مرض کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا، تو یہ حقوق واجب الادا ہیں یعنی ان کا پورا کرنا لازم اور ضروری ہے۔

تیسری قسم: وہ حق جس کا سبب گناہ ہے جیسے حدود یعنی وہ گناہ جن کی سزا لازمی ہے اور وہ کفارات جو بِلا عذرِ شرعی رمضان کا روزہ توڑنے سے واجب ہوتے ہوں، یہ حقوق بھی واجب الادا ہیں۔

اور جن حقوق کا سبب اختیاری ہے، ان میں بعض حقوق العباد ہیں وہ بھی اوپر کی تقسیم کی طرح تین قسم کے ہیں:

پہلی قسم: وہ حق جس کا سبب طاعت ہے وہ وعدہ کا پورا کرنا ہے یہ ضروری ہے اس میں کوتاہی کرنا نفاق کی علامت فرمائی گئی۔

دوسری قسم: وہ حق جس کا سبب امر مباح ہے اور ان کا ادا کرنا ضروری ہے، وہ قرض ہے

اور جو چیز قرض کی طرح ہے، جیسے بیچی ہوئی چیز کا سپرد کرنا اور زوجہ کا اپنے نفس کو سپرد کرنا، خریدی ہوئی چیز کی قیمت ادا کرنا، مہر ادا کرنا، مزدور کو مزدوری دینا، عاریت پر لی ہوئی چیز اور امانت رکھی ہوئی چیز واپس کرنا ان سب کا ادا کرنا واجب ہے۔

تیسری قسم: وہ حق ہے جس کا سبب معصیت ہو، جیسے کسی کو قتل کر دینا، کسی کا مال چھین لینا یا چُرا لینا یا خیانت کرنا یا کسی کی آبروریزی کرنا ان اُمور کا تدارک اور معاف کرانا فرض ہے ورنہ آخرت میں بدلہ میں عبادت دینی ہوگی یا سزا جھیلنی پڑے گی۔

(۲۶)

خاتمہ

جو حقوق ذمّے میں ہوں اگر وہ حقوق اللہ ہیں، اور عبادات میں سے ہیں تو ان کو ادا کرے مثلاً اس کے ذمہ نمازیں یا کچھ روزے یا زکوٰۃ وغیرہ رہ گئی ہو ان کو حساب کر کے پورا کرے اور وقت نہ ملنے یا مال نہ ہونے کی صورت میں ان کے ادا کرنے کا ارادہ دل میں رکھے جب وقت یا مال مل جائے تو ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور اگر وہ حقوق معاصی میں سے ہیں تو ان سے سچی توبہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ سب معاف ہو جائیں گے۔

اور اگر وہ حقوق العباد ہیں جو ادا کرنے کے قابل ہوں تو اُن کو ادا کرے، یا معاف کرائے مثلاً قرض یا امانت وغیرہ اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں تو ان کو صرف معاف کرالے مثلاً غیبت وغیرہ اور کسی وجہ سے اہل حقوق سے معاف نہ کرا سکتا ہے تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہے، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرا دیں مگر جب ادائیگی کی قدرت ہو اس میں دریغ نہ کرے۔

جو حقوق خود کے اَوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں جن سے وصول ہو جانے کی اُمید ہو تو نرمی کے ساتھ ان سے وصول کرے اور جن سے اُمید نہ ہو یا وہ قابلِ وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ

اگر قیامت میں ان کے عوض نیکیاں ملنے کی توقع ہے تو معاف کردینے میں اور زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے، اس لئے بالکل معاف کردینا بہتر ہے، بالخصوص جب کوئی شخص معذرت و معافی چاہ بھی رہا ہو۔

برکات بکڈپو Barakaath Book Depot

17-1-391/2M/1, Khaja Bagh, Sayeedabad, Hyd. T.S.